SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, July 9, 1995

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انما جزاؤالزین یحاربون الله و ر سوله و یسعون فی الارض
فساد ان یقتلوآ او یصلبوآ او تقطع ایدیهم و ارجلهم من خلاف
او ینفو من الارض O ذلک لهم خزی فی الدنیا و لهم فی
الاخرة عذاب عظیمO الا الذین تابو من قبل ان تقدرو علیهم
فاعلموان الله غفور رحیمO

ترجمہ، جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں (فساد پھیلانے میں کوشاں رہتے ہیں) ان کی یہی سزا ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا ان کو سولی پر چڑھایا جائے یا ان کے ہاتھ پیر (ایک) ادھر (دوسرا) ادھر سے کاٹ دیئے جائیں یا ان کو اس سرزمینسے نکال دیا جائے ۔ یہ تو ان کی دینا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

مگر جن لوگوں نے تمہارے قابو پانے سے پہلے توبہ کرلی (اپنے فعل کی لغزش سے

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, July 9, 1995

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انما جزاؤالزین یحاربون الله و رسوله و یسعون فی الارض
فساد ان یقتلوآ او یصلبوآ او تقطع ایدیهم و ارجلهم من خلاف
او ینفو من الارض O ذلک لهم خزی فی الدنیا و لهم فی
الاخرة عذاب عظیمO الا الذین تابو من قبل ان تقدرو علیهم
فاعلموان الله غفور رحیمO

ترجمہ، جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں (فساد پھیلانے میں کوشاں رہتے ہیں) ان کی یہی سزا ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا ان کو سولی پر چڑھایا جائے یا ان کے ہاتھ پیر (ایک) ادھر (دوسرا) ادھر سے کاٹ دیئے جائیں یا ان کو اس سرزمین سے نکال دیا جائے۔ یہ تو ان کی دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

مگر جن لوگوں نے تمہارے قابو پانے سے پہلے توبہ کرلی (اپنے فعل کی لغزش سے

توبھکرکے اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع ہوئے اور ایسا انہوں نے اپنی گرفتاری اور تمہارے قابو پانے سے قبل خود دل سے کیا) تو یقین جانو کہ اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے (اور اس کے یہاں موت سے قبل توبہ کا در کھلا ہے) ۔

OATH TAKING

جناب چیئرمین، جی ذرا oath ہو جائے ایک ممبر صاحب کی ۔ تو اس کے بعد پوائنٹ آف آرڈرز۔ تاج حیدر صاحب ' پہلے ادہر تشریف لے آئیں آپ ۔ ادہر ہی آجائیں ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں تاج حیدر صدق دل سے حلف اٹھاتا ہوں کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا' کہ بحیثیت رکن سینٹ میں اپنے کارہائے منصبی ایمانداری ' اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ' اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین اور قانون اور سینٹ کے قواعد کے مطابق اور ہمیشہ پاکستان کی خود مختاری ' سالمیت ' استحکام ' بہبودی اور خوشحالی کی خاطر انجام دوں گا' کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لئے کوشاں رہوں گا جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے اور یہ کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کو برقرار رکھوں گا اور اس کا تحفظ اور دفاع کروں گا ۔ اللہ تعالی میری مدد اور رہنمائی فرمائے ۔ (آمین)

جناب چیئرمین ، جی جناب حافظ صاحب ۔

حافظ حسین احمد ، جناب چیئرمین صاحب ' شکریہ ۔ میں ایک اہم مسئلے کی طرف آپ کی اور ایوان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ سوئی گیس فیلڈ میں غیر اعلانیہ طور پر کرفیو لگا دیا گیا ہے اور FC کے حوالے کیا گیا ہے ۔ اخبارات' جو میں ساتھ لایا ہوں اس میں چار کالمی سرخی بھی لگی ہوئی ہے ۔ اس پر جو قبائلی معتبرین ہیں وہ بھی مشتعل ہیں اور ۳ دن سے وہاں پر ہڑتال ہے اور جلوس نکالا گیا ہے حالانکہ مسئلہ کوئی ایسا نہیں ہے ۔ میں نے انور سیف اللہ صاحب سے بات کی ہے ۔ تو اس وقت نصیر اللہ بابر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ خواہ مخواہ وہاں پر ہر دوسرے ' تیسرے دن ملازمین کے خلاف FC کو استعمال کیا جائے اور غیر اعلانیہ طور پر کرفیو لگا دیا جائے ۔ وہاں جنریٹرز اور بجلی بند ہے۔ سوئی

فیلڈ میں کام بند ہو چکا ہے ۔ ۳ دن سے ہڑتال ہے اور جلوس نکالے جا رہے ہیں۔قبائلی معتبرین وہاں پہ جمع ہیں اور انتہائی کشیدگی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ قبل اس کے کہ مسئلہ سنگین صورت حال اختیار کرے اور بلوچستان سے سوئی گیس کی فراہمی بند ہو اور مسئلہ مزید بگڑ جائے ۔ اس فیصلے کو واپس لیا جائے اور FC کو واپس بلایا جائے اور افہام وتفہیم کے ذریعے اس مسئلے کو حل کیا جائے ۔

جناب چیئرمین : میں ذرا formal کارروائی پہلے ختم کر لوں ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میرے خیال میں پہلے یہ formal کارروائی ختم کرلوں پھر اس کی طرف آجاتا ہوں ۔ مجھے Penal of Presiding Officers کا اعلان پہلے کرنے دیں مہربانی کر کے ۔

Let me proceed properly. In exercise of powers conferred by Rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 I announce the following Penal of Presiding Officers for this Session in order of precedence (i) Mr. Abdul Rahim Khan Mandokhel; (ii) Mr. Imdad Ali Awan; and (iii) Mr. Fida Hussain Dero.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین۔ جناب ظریف خان مندوخیل صاحب ۵۶ ویں اجلاس کے دوران ملک سے باہر تھے اسلئے انہوں نے مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ اس کی رخصت کی درخواست منظور کرتے ہیں۔

(رخصت کی درخواست منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔جناب سیف اللہ خان پراچہ صاحب ملک سے باہر ہیں اس لئے انہوں نے مورخہ ۱۵ جولائی تک ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت کی درخواست منظور کرتے ہیں۔

(رخصت کی درخواست منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ سردار محمد یعقوب ناصر صاحب ملک سے باہر ہیں اس لئے انہوں نے مورخہ ۹ تا ۱۵ جولائی کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت کی درخواست منظور کرتے ہیں۔

(رخصت کی درخواست منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ جناب مخدوم شاہ محمود قریشی صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ ملائشیا جا رہے ہیں اس لئے ۷ تا ۱۴ جولائی کے لئے اجلاس میں وہ شرکت نہیں کر سکیں گے ۔ یہ اطلاع انہوں نے دی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت کی درخواست منظور کرتے ہیں۔

(رخصت کی درخواست منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ اچھا جی اب پہلے آ گیا ان کا مسئلہ تو حافظ صاحب انور سیف اللہ صاحب تو تشریف رکھتے ہی نہیں ہیں ۔

حافظ حسین احمد ، جناب چیئرمین صاحب ' میں گزارش کروں گا کہ جناب انور سیف اللہ صاحب سے بات ہو چکی ہے وہ کہہ رہے تھے کہ مجھے علم نہیں ہے ۔

پروفیسر خورشید احمد ، جناب چیئرمین ' چونکہ یہ اطلاع کل یہاں کے اخبارات میں آگئی ہے اس لئے کل ہی میں نے اس مسئلے پر تحریک التواء دی ہے ۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے ۔ صرف سوئی گیس کی وجہ سے نہیں بلکہ وہاں پر کرفیو کا لگایا جانا اور FC کو بلایا جانا اس کے بڑے خطرناک نتائج برآمد ہوں گے ۔

جناب چیئرمین، چونکہ تحریک التواء آچکی ہے تو پھر باقاعدہ طور پر اس کو لیا جائے۔

پروفیسر خورشید احمد ، اگر وزیر داخلہ ابھی بول رہے ہیں تو ----

حافظ حسین احمد ، جناب جب تک تحریک التواء کا نمبر آنے اس وقت تک حالات مزید خراب ہوجائیں گے ۔

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: I don't work aimlessly. The local administration must have asked for the forces to be deployed, only then they come into action. I am not responsible in any way for that. It is the

local administration in conjunction with the Ministry-------

جناب چیئرمین، نہیں میرا مطلب ہے کہ اگر تحریک التواء آ چکی ہے تو اس پر حکومت باقاعدہ تیار ہو کر جواب دے دے گی ۔ آج اگر منسٹر صاحب تیار ہیں تو ٹھیک ہے ۔ اگر آچکا ہے تو .We will take it up۔

حافظ حسین احمد، حالات وہاں خراب ہیں۔ ۳ ' ۴ دن اجلاس رہے گا اور میں نہیں سمجھتا کہ میں نے جو تحریک التواء جمع کروائی ہے وہ آ سکے گی۔ اس وقت تک حالات مزید خراب ہوں گے ۔لوگوں کی طرف سے ۳ دن کے لئے وہاں پر ہڑتال ہوئی ہے اور انجمن تاجران بھی اس میں شامل ہیں ۔ وہاں کے عوام بھی ۔ یہ کوئٹہ کے اخبارات اس کے شاہد ہیں ۔ تو وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اس مسئلے کو---

جناب چیئرمین ، جی آفتاب صاحب ' آپ کا بھی یہی مسئلہ ہے ۔ پہلے اس کو طے کریں ناں ۔ جی انور سیف اللہ خان صاحب ' .You want to say anything on this۔

جناب انور سیف اللہ خان ، اگر انہوں نے move کیا ہوا ہے تو میں حکومت کی طرف اور وزارت کی طرف سے کہوں گا کہ اس پر بحث ہونی چاہیئے۔ اس کو منظور کرکے سینٹ میں بحث ہو تاکہ اس کا ہم حل نکالیں ۔ وہاں ہمیں بڑی مشکل ہو رہی ہے جناب۔ وہاں پر ہماری جو کارروائی ہوئی اس میں رکاوٹیں ہو رہی ہیں۔ وہاں ہمارے OGDC کے دو بندوں کو kidnap کرلیاگیا ہے ۔ وہاں پر ہماری جو کمپنیاں ہیں پاکستان پیٹرولیم لمیٹڈ ہے ' سوئی نادرن ہے ' سوئی سدرن ہے ان کا وہاں پر اہم کردار ہے ۔ وہ پورے پاکستان کو پچاس فیصدگیس سپلائی کر رہے ہیں ۔ امن و امان کا مسئلہ صوبائی ہے اور وہاں پر انہوں نے ایکشن اس لئے کیا ہے کہ پٹ فیڈر میں repeatedly firing ہوتی رہی ہے ۔ وہاں پر چائنیز انجینئرز کام کر رہے ہیں ۔ ان کی kidnappings ہو تی رہی ہیں۔ ان پر راکٹ برسائے گئے ہیں ۔یہ ہاؤس فیڈریشن کی نمائندگی کرتا ہے ۔ یہاں پر اس پر بحث ہو ۔ ہم ان کی اس میں امداد چاہتے ہیں ۔ یہ پاکستان کا مسئلہ ہےصرف حکومت کا مسئلہ نہیں ہے ۔ تو .Sir, I would say that it should be properly taken up۔

جناب چیئرمین، اس پر تحریک التواء آئی ہوئی ہے تو اسے لاکر باقاعدہ بحث کر لیں گے ۔ جی پروفیسر صاحب۔

FATEHA

پروفیسر خورشید احمد، ہمارے محترم سابق سینیٹر پرنس برہان الدین صاحب کا انتقال ہوا ہے اور اسی طرح ایک بہت بڑے لیڈر ممتاز دولتانہ صاحب کا بھی انتقال ہوا ہے تو ان کے لئے دعائے معفرت کی جائے ۔

جناب چیئرمین: جی حافظ صاحب فاتحہ کر لیں ۔

(حافظ حسین احمد نے فاتحہ پڑھی)

جناب چیئرمین: جی جناب آفتاب صاحب ۔

جناب آفتاب احمد شیخ: میں یہ عرض کر رہا تھا جناب چیئرمین ' کہ آج کے اجلاس کے لئے جناب طرف کی سے پروڈکشن آرڈر جاری ہوا تھا ۔ اس پر عمل نہیں کیا گیا ۔ سینیٹر نسرین جلیل کو نہیں لایا گیا ۔ صبح ان سے ہم نےکراچی میں گفتگو کی ۔ انہوں نے جو بھی ضروریات تھیں درخواست وغیرہ تمام کی تمام جیل کے حکام کو دے دیں ' اس کے باوجود آج کے اجلاس کے لئے انہیں نہیں لایا گیا ۔ اس طرح لیفٹننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر اور سینیٹر زاہد اختر کو بھی نہیں لایا گیا ہے ۔ یہ تین سینیٹرز جو ہیں آپ کے پروڈکشن آرڈر کے جاری کرنے کے باوجود نہیں لائے گئے ' ہم دو کے لئے بھی پروڈکشن آرڈر جاری ہوا تھا ۔یہ selective طریقہ کار جو ہے ایک کو لایا جانے دو کو نہ لایا جانے یہ سمجھ سے بالا تر ہے اور دوسرے یہ کہ آپ کی رولنگ موجود ہے جناب چیئرمین ۔ اس رولنگ کے حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ رولنگ کے ہوتے ہوئے کیا چیزگورنمنٹ کے آگے مانع ہے کہ دو سنیٹرز کو لاتے ہیں اور دو کو نہیں لاتے۔ پہلے مجھے نہیں لائے تھے اب نسرین جلیل کو بھی نہیں لائے' سعید قادر کو نہیں لائے ' زاہد اختر کو نہیں لائے۔ میں آپ کی توجہ اس مسئلہ کی طرف مبذول کراؤں گا۔

Mr. Chairman: Anybody from this side?

Maj. Gen. (Retd) Naseerullah Khan Babar: About Nasreen Jalil, I will check up because it could be that she is coming on this morning flight and that may have been delayed , immediately I will check up. After this as far. as

Saeed Qadir is concerned, his case is in the High Court today for bail and I do not know whether he is granted bail or not but today his case has been fixed in the court for bail. So, that is the situation as far as Saeed Qadir is concerned. As far as Zahid Akhtar is concerned, the M.N.A. hostel was declared as a Jail for him and he is not with us anymore because he is with the administration of NWFP.

Mr. Chairman: That is not a satisfactory answer. The question is that there is a Production Order issued by the Senate under Rule 72(a), I think it is the obligation of the Government to comply with the order, whether it is the NWFP Government or the Islamabad administration or the Federal Government, it is their duty to comply with the Production Order. So, I don't think it is a satisfactory answer.

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: I can only tell you the factual position, the legal aspects have been going forward and backward with each other, so I think he has been in a position to answer that. As far as the other things are concerned, I have given you the satisfactory answer.

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب والا! یہ selective process کیا ہے تین سینیٹرز ہیں یا تو یہ تینوں کو نہ لائیں ۔ ایک کو ایک اجلاس میں لاتے ہیں اور دوسرے کو دوسرے اجلاس میں لاتے ہیں۔ میری سمجھ سے یہ بالاتر بات ہے ۔ بھئی ایک پارٹی کے چار سینیٹرز ہیں تو بات سمجھ میں نہیں آتی کہ زاہد اختر کو نہیں لائے ۔ نسرین جلیل کو نہیں لائے ۔ دو کو لے آئے ۔ اب اگلے اجلاس میں غالبا" کوئی اور دو آ جائیں گے اور ہم دو نہیں آئیں گے۔ جناب اگر آپ نے رولنگ دی ہے تو اس رولنگ کا compliance ہونا چاہیئے یا آپ کوئی کارروائی کریں اس معاملے میں۔

جناب چیئرمین۔ بتائیں ناں کیا کیا جائے۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب بات یہ ہے کہ یا تو رولنگ کا کوئی سوال نہیں ہے

اور یا پھر یہ amendment بیکار ہے اور اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے ۔ قانون میں اس کا کوئی وزن ہے تو آپ اس کو طے کریں کہ گورنمنٹ کا ہی یہ discretion ہے لانے یا نہ لانے irrespective of existence of 72(a) on the Statute Book یہ طے کر لیں اور اگر یہ طے نہیں کرتے تو آپ اپنی جگہ کہتے ہیں کہ نہیں یہ میری رولنگ ہے ۔ گورنمنٹ اس کو comply نہیں کرتی تو جناب والا ! اس کا کوئی میڈیا طے کریں ۔ کوئی طریقہ طے کریں کہ کس طرح compliance ہو گا۔ میں راجہ صاحب سے اپیل کروں گا کہ ہمیں آج واک آؤٹ کرنا چاہئیے کم از کم ٹوکن واک آؤٹ۔

حافظ حسین احمد ۔ جناب میں اسی پہ کہنا چاہتا ہوں کہ کم از کم زاہد صاحب کو تو پریس کانفرنس کے بعد سے آنا چاہیئے تھا۔

Mian Raza Rabbani: I think the honourable Senator was rather unkind when he said that there is any selectivism, selectivism has never been on behalf of the Government, but nevertheless a policy of selectivism has always gone on from the other side but we always stood by what we have said and the proof of both who is selective and who is not selective within the fact that when the brother of the Leader of the Opposition made an application in court for seeking bail and attending the session of the National Assembly, the Government did not oppose that and he started to attend the National Assembly and the bail was granted. So, that takes care of the question of selectivism as to who follows the dual policy for one member or another. We have always maintained the constant position and that is when a detained member of Parliament is within the jurisdiction or within the custody of the Federal Government, we will bow before you and we will bring him but when he is not within our custody then we have stated that in deference to your ruling, in respect to your ruling, we will not oppose any move that the concerned Senator may make before the competent court or before the

competent authority and as far as that is concerned, we have been consistent in that and I reiterate again on the floor of this House that as far as the position of the government is concenred, as far as the ruling of the Chair is concerned, we have the utmost respect for it. We will abide by it. We have been abiding by it but the only problem is that when a certain thing is not within my powers to do so I cannot do that.

So I would most humbly like to submit that we have not followed a selective policy. We have no need of following a selective policy. We have always stated a constant position and we have maintained that constant position whether it be in reference to the National Asssembly or it be in reference to the Senate. And I would also like to state Sir, at this stage that in the National Assembly where the matter has been referred to the Standing Committee during the course of a session the question of the detained MNAs or detained Senators is always brought up and it is shown to the Speaker or to the Chairman of the Senate that there is a violation and that they are the custodians and protectors of the rights of the jurisdiction of the Chair but when it comes to basic gross depth then the situation is that when the National Assembly's Committee on Rules and Procedure meets then the movers themselves do not come and for an hour and a half the Chairmen kept waiting and none of the movers were present and he had to adjourn the meeting without taking any decision. So, I once again reiterate our position that we have maintained throughout, Sir.

Mr. Chairman: Thank you. Yes, Aftab Shaikh Sahib.

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Sir, my submission is that rule 72(a), because the answer that has come is this that they are only responsible for a

person who is detained within the jurisdiction of the Federal Government, this is what he has said, the Minister has just now stated. If that answer is taken as a correct answer then 72(a) Sub-clause (ii) is rendered redundant, it says on a production order signed by Secretary or by any other officer authorized by the Chairman in this behalf, addressed to the Federal Government or as the case may be the provincial government, where the Member is held in custody or to the authority having or holding the custody of the member. So, my humble submission is that the sub-rule doesn't make any exception, it doesn't bind down on the Federal Government. The binding force extends to the Provincial Government, not only the Provincial Government but any authority who holds the custody of the Member concerned. So my humble submission is that let the Minister say on the floor of the House that he is not going to obey this rule, the matter is finished. But as long as the rule is there on the statute book in the words in which it has been passed by the Senate. Federal Government, Provincial Government or any authority who is holding the custody of the Member, this answer is no answer at all, this is just ridiculing the Senate, this is just ridiculing the Members of this House, this is just challenging the supremacy of the Parliament.

So my humble submission is that this is no answer Mr. Chairman, I will only say that in deference to what the Minister has said you revise your ruling and say that my ruling will extend to only the Federal Government, it will not extend to the Provincial Government or the authority which is holding the custody of the Member. That can be the only way to save the government, otherwise, so long as this rule extends it is there on the statute book the question is very clear, number 1 number 2 Mr. Chairman, kindly hear. Put this as a point to be heard from that side and from this side as to in what manner this particular rule or production order has

to be implemented. This is just a joke that you have been issuing a production order and nobody is complying.

Mr. Chairman: So this is a very important issue and at some appropriate time.

آج تو کیوں کہ کراچی کا معاملہ لینا ہے۔

So I think we will hear again on how we implement this order because one implication of this is that the Law Minister is suggesting that the rule applies to all those people who are holding the custody of the Senator concerned. Now one implication of that is according to their interpretation. The custody is with the court which means that they are asking me to issue directly an order to the court. Now, if let us say the court does not comply with the order it has some implications. So, please consider that and we will consider all these because I don't want aclash between the courts and the Parliament.

Raja Muhammad Zafarul Haq: Mr Chairman, I agree with the Law Minister that the Government has been very consistent with regard to these rulings and rules passed by the Senate. They have been consistent in its defiance. Each time, they have defied it. Each time we have raised this issue and they have come up with another argument while this issue has been debated in this House for several times. The Attorny General was here, everybody participated in that debate and then a written final ruling was given by the Chair. Even after their saying that this does not apply to them, let people go to the court of law and apply there, does not mean anything because there have been cases in which there was no application at all and people have been brought here. There have been cases in which there were forgeries committed with regard to the applications. The

applications were sent to the Superintendent Jail but a line was written over it that it is before the court. I found Senator Jaleel today this morning and she said that she had given an application to the Superintendent Jail for making arrangements for her shifting to Islamabad, two or three days back but nobody has come to her nobody made any arrangement saying that may be she is comming on this plane or other plane. So far, she has not been contected. So, we know, what is at the back of their mind. We know the level of understanding on this issue. We know the lever of respect for the House. We know the attitude of the Government. So, we don't want to spoil the atmosphere but I would say that we would walk out as a token, in protestagainst this attitude of the Government.

(At this moment the Opposition walked out)

Mr. Chairman: Yes, Mr. Raza Rabbani.

Mian Raza Rabbani: I would most humbly like to submit that the allegations that have been made by the worthy Leader of the Opposition are totally unfounded and have no annexes with the facts on the ground. The question is that whenever a Senator has been brought, he has made an application to court and last time, the reference that he has been making, I placed the applications on the floor of the House, they are on the floor of the House. They have been addressed to the court. There is the court order to the effect which acknowledges that the applications have been made but since we kept quiet for the sake of embarrassing certain Senators that does not mean that wild and baseless allegations can be levelled against the Government. The Senators made an application to the court. There was no forgery whatsoever and a court order was passed on the basis of those applications.

Mr. Chairman: Anyhow, we will examine it at the proper time.

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Possibly, difficulties arise from their own so-called protest and strike because the courts may be closed and no direction can be passed. There could be another difficulty that must be coming in the way.

Mr. Chairman: I don't know.

بہر حال جہاں تک ہماری سینیٹ کی رولنگ کا تعلق ہے اس میں تو courts کی relevance کوئی نہیں ہے وہ تو order اور produce کئیے جاتے ہیں اور ایک ہائی کورٹ کا فیصلہ آیا ہے میں نے منگوایا ہے۔ We will see the implications of that because I believe somebody moved the Lahore High Court on this question and the High Court made some observations. So, we see as to what they have said but frankly I don't want any fight between courts and Parliament and historically, there have been fights between courts and Parliament on these very issues. The history of England is replete with such instances but I don't want the fight. So, please I think we should find a way out.

حافظ حسین احمد: جناب چیرمین! یہ زاہد صاحب Senator میرے خیال میں MNAs Hosotel کے سامنے کرکٹ کھیلتے رہے انہوں نے ان کو چھوڑا یہ کیا صورت حال ہے۔

جناب چیئرمین: وہ کہہ رہے ہیں کہ کر رہے ہیں۔ نہیں ان کو بلا کر لے آئیں ملک صاحب ان کو جا کر لے آئیں۔ جی جناب ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیرافگن خان نیازی: جناب چیئرمین! گزارش میری یہ ہے آپ ایک اعلیٰ قانون دان بھی ہیں، چیئرمین بھی ہیں دستور میں ایک آرٹیکل ہے 91 اس کی clause 4 ہے اس پہ میں نے بڑا سوچا ہے اس میں ایک چیز ہے اور وہ it reads like that." The cabinet together with the Ministers of State shall be collectively responsible to the National Assembly" اس میں سینٹ کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے تو اس کے معنیٰ کیا ہوئے۔

جناب چیئرمین : اس کے معنی یہ ہیں کہ صرف قومی اسمبلی کو یہ اختیار ہے کہ حکومت کو ہٹا سکتی ہے ۔ صرف قومی اسمبلی ایسا ادارہ ہے پاکستان میں جو حکومت کو ، وزیروں کو ، آپ کو ، سب کو برخاست کرسکتی ہے ۔ سینیٹ نہیں کرسکتا ۔ آپ نے رولنگ مانگی تھی میں نے دے دی ہے ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: نہیں جناب ، میرا مسئلہ اور ہے ۔

جناب چیئرمین: اب ختم ہو گئی ناں ڈاکٹر صاحب میں نے رولنگ دے دی ہے ۔ آپ مہربانی کرکے بیٹھ جائیں ۔ آپ بحث نہ کریں آپ نے رولنگ مانگی ، میں نے دے دی ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جواب دعویٰ کی جو ہر روز بات ہوتی ہے ۔

جناب چیئرمین: دیکھیں آپ نے رولنگ مانگی تھی ، میں نے دے دی ہے ۔

I give my interpretation of Article 91 (4) it means that it is the National Assembly in Pakistan which is the only competant authority to remove the Government from Office, by passing a vote of no confidence.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اس سے جواب دعویٰ کا معنیٰ بھی نکلتا ہے ۔

جناب چیئرمین: اس کا یہی جواب ہے جو آپ نے مانگا ہے۔ وہ میں نے دے دیا ہے اب اس میں بحث میں پڑیں گے تو پھر وقت ضائع ہوگا ۔ I have given it to you and this ruling is based on an extensive study جی جناب ان کو بلا کر لائیں ۔ جی رضا ربانی صاحب ۔ جی ڈاکٹر ریحان صاحب تشریف رکھتے ہیں ۔ Privilege Motion in the name of Dr Rehan Sahib. جی آئیے جناب ڈاکٹر صاحب ۔

PRIVILEGE MOTION

Re: COMMITMENT OF THE MINISTER FOR WATER AND POWER.

ڈاکٹر محمد ریحان: شکریہ جناب، چیئرمین ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب والا ۔ یہ تحریک استحقاق میں پیش کرتا ہوں اس بارے میں کہ وفاقی وزیر پانی و بجلی نے ایوان بالا کے اجلاس

مورخہ 28-7-1994 کو وقفہ سوالات کے دوران سوال نمبر 97 کے جواب میں فرمایا تھا کہ موضع ڈیرہ علی ریحان سرگودھا کو بجلی کی فراہمی کے لئے 1992! کے دوران وہاں کے ایم این اے نے سفارش کی تھی ۔ جس کا اس وقت کے پانی و بجلی کے وزیر نے criterion بھی relax کیا تھا مگر نگران حکومت نے کام روک دیا۔ ضمنی سوال پر جناب وزیر صاحب موصوف نے ایوان بالا کو یقین دہانی کرائی تھی کہ اس کا کام بہت جلد شروع ہو جائے گا ۔ یہ بہت چھوٹی سی رقم ہے آپ مجھے ایک درخواست بھجوا دیں' میں اس پر آرڈر کر دوں گا اور کام شروع ہو جائے گا ۔ 12 July, 1994 کے سینٹ کے اجلاس میں سوال نمبر 5 کے جواب میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ معیار میں نرمی کرکے اس گاؤں کو بجلی فراہم کی جا سکتی ہے جس کے لیے واپڈا کو کام شروع کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔ جناب چیئرمین' باوجود اس کے کہ وزیر صاحب نے اس ایوان بالا کے فلور پر ایسی باتیں کیں لیکن میرے خیال میں یا تو وزیر صاحب نے واپڈا کو serious orders جاری نہیں کیے یا واپڈا والے ان کے آرڈر کو آرڈر ہی نہیں سمجھتے ۔ جو کچھ وزیر صاحب نے فرمایا تھا ابھی تک اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا باوجود اس کے کہ ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ وہ لوگ جو ایوان بالا کے تقدس کو پامال کرتے ہیں ان کی کوتاہی پر انہیں سزا مل جائے۔

ملک غلام مصطفیٰ کھر ۔ جناب چیئرمین' یہ بات درست ہے کہ میں نے انہیں یقین دہانی کرائی تھی اور اس کے بعد میں نے آرڈرز بھی جاری کر دیئے تھے کہ ان کے گاؤں کی electrification کی جائے ۔ جتوئی صاحب کے وقت میں آرڈرز ہوئے تھے لیکن اس کے بعد جب تبدیلیاں ہوئیں تو کابینہ نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک سینٹر یا ممبر قومی اسمبلی دوسرے حلقے میں اپنے فنڈز کو منتقل نہیں کر سکتا لیکن اس وقت مجھے اس کا علم نہیں تھا میں سمجھا کہ یہ معمولی سی رقم ہے اور میں اپنے صوابدیدی کوٹے سے رقم دے دیتا ہوں اور اس میں یہ مسئلہ حل ہو جائے گا لیکن دقت یہ پیش آئی کہ یہ گاؤں کسی criterion میں نہیں آتا ۔ یہ بہت چھوٹا گاؤں ہے کیونکہ ہمارے پاس پیسے یا تو عالمی بینک کے ہیں یا Asian Development Bank کے ہیں اس کے بعد جب چند روز پہلے میرے پاس یہ کیس پہنچا تو میں نے براہ راست وزیر اعظم کو خود دستخط کرکے خط لکھا ہے کہ مہربانی کرکے اس خاص کیس میں relaxation دے دیں تاکہ ہم معزز سینٹر کے احکامات کو پورا کر سکیں ۔ مجھے امید ہے کہ پانچ سات روز میں ان کا جواب آ جائے

گا اور انشاء اللہ ان کا یہ کام پورا کر دیں گے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ وزیر صاحب نے پوری کوشش کی ہے۔ He has carried
out his commitment in the House. He has also written to the Prime Minister. وہ کہہ
رہے ہیں کہ امید ہے کہ انشاء اللہ بہتر ہوگا۔ انہوں نے اپنی بات پوری کردی۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ جناب والا! وزیر صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے۔ میں ان پہ اعتماد کرتا ہوں کہ انہوں نے ضرور یہ بات اٹھائی ہوگی۔ اور مجھے خوشی ہے کہ وہ اس طرح کے معاملات میں دلچسپی لیتے ہیں۔ لیکن ساتھ ساتھ میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کا محکمہ واپڈا پہلے سے بھی بڑا بدنام ہے۔ یہ ان کی بدقسمتی ہے کہ وہ واپڈا کے انچارج ہیں۔ واپڈا میں جو اندھیر نگری ہوتی ہے وہ پاکستان میں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ وزیر صاحب کو چاہیئے کہ واپڈا کو ذرا کھینچیں کیونکہ اس قسم کے واقعات میں پچھلے سال ذاتی طور پر ان کے نوٹس میں لا چکا ہوں لیکن واپڈا کے جو افسر ہوتے ہیں ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی اور وہ پرواہ ہی نہیں کرتے۔ میرے خیال میں وہ سمجھتے ہیں کہ وہ خود ہی بادشاہ ہیں، خود ہی وزیر ہیں چونکہ انہوں نے بات کر دی ہے لہذا میں اس سلسلے میں press نہیں کروں گا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس مسئلے کو حل کروائیں گے۔ شکریہ۔

ADJOURNMENT MOTIONS

Re: ALLEGED FIRING BY INDIAN ARMY IN AZAD KASHMIR

Mr. Chairman: Thank you. Not pressed. Next adjournment motion is by Mr. Tariq Chaudhry. He has told that he cannot move it today. Next adjournment motion is by Prof. Khurshid Ahmed, on the alleged firing by the Indian Army across the Line of Control in Azad Kashmir. No.3.

پروفیسر خورشید احمد۔ جناب چیئرمین! میں اس معزز ایوان سے مندرجہ ذیل تحریک التواء پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ کیرن سیکٹر میں کنٹرول لائن پر بھارت کی فائرنگ سے بس، جس کے ڈرائیور نے فائرنگ کے خوف سے ہیڈ لائٹس بند کر رکھی تھیں کے کھڈ میں گرنے

سے پچیس افراد ہلاک ہوگئے اور پورا علاقہ فائرنگ سے گونج اٹھا۔ سات ماہ میں یہ پہلی بس تھی جو اس روٹ پر روانہ ہوئی تھی۔ اس علاقے میں ایک طویل عرصے سے بھارتی فوج نے نہتے شہریوں کا جینا دوبھر کر رکھا ہے۔ آمد و رفت کی بندش کے باعث پہلے ہی قحط کی صورتحال ہے۔ یہ ایک اہم واقعہ ہے جسے معمول کی کارروائی روک کر فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ میں جناب ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ

It has been discussed, disposed of the same matter, the same thing in the National Assembly in June

اسلئے کہ یہ Rule 75(1) and d میں آپ کو پڑھ کر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سیدھا کہتا ہے

that it shall not revive discussion on a matter including the discussion on the admissibility of an adjournment motion which has been discussed in the Senate or in the Assembly within last four months.

جناب چیئرمین۔ وہ adjournment motion آپ پڑھ دیں گے جو نیشنل اسمبلی میں ہوا تھا تا کہ پتہ چل جائے کہ وہ کیا تھا۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Then I will have to bring that from the National Assembly.

اس پر بھی میں نے جواب دیا تھا۔ کوئی matter ایک ہی subject پر دوبارہ نہیں لایا جا سکتا۔ جناب call attention notice انہوں نے دیا، adjournment motion دی اور پر اس کا باقاعدہ جواب دیا گیا۔

جناب چیئرمین۔ نہیں وہ بات صحیح ہے اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن وہ لائیں تو سہی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ آپ defer کر دیں we will get it and present it before the House.

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے جی پروفیسر صاحب defer کر دیتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد۔ دیکھیں جناب یہ تو وزیر موصوف کی ذمہ داری تھی کہ اگر ان کو میری اس موشن کے اوپر ٹیکنیکل اعتراض اٹھانا تھا تو وہ سارا material ساتھ لے کر آتے اور میں پھر یہ ثابت کرتا کہ دونوں adjournment motions کس طرح ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ وہ چیز وہ نہیں لائے اسلئے آپ مجھے موقع دیں کہ میں اس پہ argue کروں۔

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Sir, the fact is that right through out this line of control particularly this area of Neelum valley that the road passes along the river line, in Titwal and in Kiran sector these are the two sectors where the Indians are totally near the river line and they keep firing , we also keep on firing , no doubt that we do not fire back whenever they fire on our position but this difficulty has been there and now two bypasses are being made so as to overcome this difficulty, they will be behind the said lines both in the Titwal sector near Poonch and in the Kiran sector, they are having bypasses at priority. This was specially sanctioned in the DCC I think so as to overcome these difficulties. So, I think if they are not already , I think within the next month or so these bypasses will be ready and this problem will be solved.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Sir, I have another point that this is not the Government of Pakistan's territory. It is Azad Kashmir and there is a separate Government and independent.

جناب چیئرمین۔ منسٹری آف کشمیر پھر کیا کرتی ہے۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Ministry of Kashmir has got nothing to do with it.

Mr. Chairman: What is the function of Ministry of Kashmir Affairs?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Just to co-relate and coordinate.

Mr. Chairman: Coordinate , what?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Coordinate the affairs.

جناب چیئرمین۔ تو فارن افیئر گورنمنٹ کیا کرتی ہے ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب ہم انہیں امداد دیتے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ آپ کے دو پوائنٹ ہوئے ناں' ایک آپ نے کہا ہے کہ کشمیر سے پاکستان گورنمنٹ کا کوئی تعلق نہیں اور نمبر دو آپ کا یہ پوائنٹ ہے کہ آپ فرما رہے ہیں کہ یہ نیشنل اسمبلی میں discuss ہو چکا ہے ۔ آپ کے دو پوائنٹ ہوئے لیکن آپ ریکارڈ تو لائیں ۔ آپ جب ریکارڈ کی بات کرتے ہیں تو پھر نیشنل اسمبلی کا ریکارڈ ضرور لایا کریں اس کے بغیر بات نہیں بنے گی۔

Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: The statement of Minister for Special Education is very embarrassing and embarrassing for Pakistan. If this statement goes in the press that Government of Pakistan has nothing to do with the Azad Kashmir neither for its defence nor for its development then where is the Kashmir case? So, I would suggest that his remarks should be expunged.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Not at all, since we are losing our main idea about Kashmir , we are defending on diplomatic front, on moral front, if we claim that this is part of our country then what are the reasons for UNO resolutions ? We advocate the plebiscite , self -determination of the Kashmiri, if we claim that this is part of our country then UNO resolutions for what reasons they are? We advocate the plebiscite, self determination of the Kashmiris. We don't claim that it is part of Pakistan.

(interruption)

جناب چیئرمین۔ آپ کا مطلب یہ ہے کہ اگر فائرنگ ہوتی ہے کشمیر میں انڈیا سے تو ہمارا کوئی تعلق نہیں ہوتا اس سے ؛ یعنی'

We are not supposed to defend Kashmir if Indian Army fires on Kashmiris then Pakistan Government, Pakistani Army has nothing to do with that situation?

Mian Raza Rabbani: Sir, I think as far as this adjournment motion is concerned Dr. Sahib's earlier objection which was a technical objection that the matter has been raised in the National Assembly we will bring the record for that.

Mr. Chairman: But in the mean time he has made a statement in the light of his statement,

پروفیسر صاحب آپ اس کو press کریں گے؛

پروفیسر خورشید احمد۔ بالکل جناب چیئرمین میں پریس کروں گا۔

جناب چیئرمین۔ یہ بھی دیکھ لیتے ہیں کہ نیشنل اسمبلی میں جو انہوں نے raise کیا ہے یہ مسئلہ وہ ریکارڈ بھی دیکھ لیتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جناب چیئرمین جہاں تک قومی اسمبلی میں اس مسئلے کے آنے کا تعلق ہے وہ ایک technical سوال ہے اور اسے وزیر صاحب ثابت نہیں کر سکے کہ وہاں کیا قرار داد تھی اور کیا فی الحقیقت اس کا اور میری موشن کا scope ایک ہی ہے اس لئے وہ تو میں سمجھتا ہوں relevant ہے نہیں۔

(مداخلت)

پروفیسر خورشید احمد۔ جناب چیئرمین ! میں درخواست کروں گا سرکاری benches سے کہ ہم نے کبھی بھی ان کی بات کو interrupt نہیں کیا ہے موقع دیا ہے ان کو بات کہنے کا اور ان میں اتنا حوصلہ ہونا چاہئے کہ ہماری بات بھی وہ سنیں اور یہی در اصل پارلیمانی آداب ہیں۔

جناب وزیر برائے خصوصی تعلیم نے جو بات کشمیر کے بارے میں کہی ہے میں راجہ صاحب کی بات سے پورا پورا اتفاق کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بڑی serious lapse ہے جو ان سے ہوئی ہے۔ یہ ایک قومی issue ہے اور میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان حکومت نے United Nations میں officially اس بات کا اعلان کیا ہے کہ ہماری فوجیں وہاں ہیں cease fire جو ہوا ہے وہ پاکستان کی حکومت کے ساتھ ایک agreement کی بنیاد پر ہوا ہے۔ اس کے بعد کشمیر کے معاملے میں تمام معاملات خواہ آپ کشمیر کمیشن کی وضاحتیں پڑھیں ان سب کے اندر اس علاقے کے defence کی ذمہ داری حکومت پاکستان کی ہے وہاں کوئی آزاد کشمیر کی separate فوج نہیں ہے جو اس کو defend کرتی ہے اور اس کے ایک ایک چپے کی دفاع کی ذمہ داری ہے اور وہاں اگر کوئی cease fire violation ہے اگر کوئی control line violation ہو رہا ہے تو وہ حکومت پاکستان کی، پوری پاکستان قوم کی ذمہ داری ہے اس لئے انہیں اس نوعیت کے بیانات دینے کے اندر احتیاط برتنی چاہئے اور میں راجہ صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ آپ ریکارڈ سے اس چیز کو expunge کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ کشمیر کے پورے cause کو اور کشمیری مجاہدین کی جدوجہد کو اس قسم کے remarks سے نقصان پہنچتا ہے۔

رہا مسئلہ اس نیلم وادی کا تو میں جناب والا یہ بات آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ بلا شبہ میرے علم میں یہ بات ہے کہ حکومت بائی پاس بنا رہی ہے ایک پر کام شروع ہو گیا ہے دوسرے پر غالباً کام شروع ہونے والا ہے لیکن میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلے کا حل نہیں ہے۔ بلا شبہ اس سے black mailing، اصل چیز یہ ہے کہ ہندوستان نے لائن آف کنٹرول کی مسلسل violations سے اس پورے علاقے کے اوپر ایک ہیبت طاری کر دی ہے آپ کی line of communication کو disturb کر دیا یہ آپ کی strategic line of communication ہے یہ آپ کی strategic line of supplies ہے food کے لئے اس کی تمام ضرورتوں کے لئے اور تقریباً ایک لاکھ افراد اس سے متاثر ہوتے ہیں اور اس معاملے کو تقریباً آٹھ مہینے ہونے کو آ گئے ہیں یہ مسئلہ اتنا grave ہے کہ اس کے نتیجے کے طور وہاں پر ہندوستان کی فوجیں، ہندوستان کی administration لاؤڈ سپیکرز کے اوپر کنٹرول لائن پر اس وقت سے اعلان کررہی ہے کہ اگر پاکستان کی حکومت تمہارا دفاع نہیں کرسکتی اور تمہیں خوراک فراہم نہیں کر سکتی تو ہم دینے کو تیار ہیں ۔ آپ سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی معمولی معاملات ہیں ۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ باقی تمام

معاملات کو نظر انداز کر کے اسے بالکل ایک emergency کے طور پر face کرے اور میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ٹھیک ہے sporadic firing ہماری طرف سے ہوئی لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرار واقعی جواب پاکستان کی فوجوں نے اس زمانے میں نہیں دیا اور یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کی فوجیں بار بار ایک چیلنج کر رہی ہیں violate کر رہی ہیں - اس بنا ء پر میں سمجھتا ہوں کہ اسے ضرور سننا چاہیئے -

جناب چیئرمین- شکریہ جناب - جی جناب مولانا صاحب- مولانا صاحب کی بات پہلے سن لیں -

مولانا عبدالستار خان نیازی - پروفیسر صاحب نے بڑی حد تک میرا نقطہ نگاہ واضح کردیا ہے - اس پر میں صرف اضافہ یہ کرنا چاہتا ہوں کہ نظریہ تقسیم ہند میں یہ چیز طے شدہ تھی کہ جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہ مسلمانوں کے ساتھ شامل ہوں پاکستان میں شامل ہوں گے - دوسرے یہ کہ ہماری طاقت حاوی تھی اور پورے سرینگر کو فتح کرنے کے لیے ہماری فوج جا چکی تھی- اس وقت پنڈت نہرو UNO میں بھاگ کر گیا اور اس نے سیز فائر کا باقاعدہ مطالبہ کیا- درخواست کی -اسی لیے یہ کہنا کہ کشمیر سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے - ان باتوں سے لوگ demoralise ہوں گے - پاکستان پر برا اثر پڑے گا - مجاہدین پر برا اثر پڑے گا - کنٹرول لائن پر اگر ایک آدمی شہید ہوتا ہے کوئی نقصان ہوتا ہے تو پاکستان کو غیرت کا مظاہرہ کر کے منہ توڑ جواب دینا چاہیئے اور اس پر غیرت کا ثبوت دینا چاہیئے -

جناب چیئرمین- شکریہ جی -

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی - جناب چیئرمین اس کا نمبر ہے CAN-26/95 یہ یکم جون 95 کو کال اٹینشن - اس کا جو substance ہے-

Immediate attention of Minister is drawn to the yesterday event of Indian firing on a passenger bus along the line of control in Azad Kashmir, 25 persons died and many injured in the incident . It is a cause of alarm among the people and therefore, it requires immediate attention and Ch. Jaffar Iqbal and Ch. Anwar Ali Cheema, Muhammad Zafarullah Khan, Makhdoom Muhammad Javed Hashmi,

Sardar Shuja Muhammad Khan , MNAs.

انھوں نے یہ پیش کیا تھا اور اس میں ، رول میں یہ وضاحت ہے کہ

it shall not revive discussion on a matter including the discussion on the admissibility of an Adjournment Motion which has been discussed in the Senate or in the National Assembly within last four months.

جناب چیئرمین۔ پہلی چیز تو یہ ہے کہ اس پر میری دو آبزرویشن ہیں ۔ پہلی تو یہ ہے کہ یہ خاص واقعہ ہے پچیس آدمیوں کے مر جانے کا، ایک بس کا حادثہ ہوا ہے ۔ دوسرا یہ ہے کہ کال اٹینشن نوٹس پر یہ بات ہوئی ہے ۔ تحریک التواء پر تو نہیں ہوئی ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ یہی تو میں کہنا چاہتا ہوں کہ رول میں یہ وضاحت ہے اس کی ۔ including the admissibility on a matter آپ پڑھیں comma ہے آگے ۔ اس کے بعد ہے admissibility پر ہے۔ .... it includes everything,۔

جناب چیئرمین۔ ہاں ہاں لکھا ہوا ہے ۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Substantially, a thing has been discussed even in any form ....

جناب چیئرمین۔ ڈاکٹر صاحب رول یہ کہتا ہے

It shall not revive discussion on a matter including discussion on the admissibility of the Adjournment Motion, not on the Call Attention Notice..

اس کی تو ہوتی نہیں ہے admissibility کال اٹینشن نوٹس یہ ہوتا ہے ۔ اس میں وہ آدمی آ کر یہ کہہ دیتا ہے ممبر کہ جناب یہ بات ہے آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔ وزیر اس پر بیان دے دیتے ہیں ۔اس میں dmissibility کی تو بات ہی نہیں ہوتی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ نوٹس دینا پڑتا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ نوٹس تو دینا پڑتا ہے لیکن ہاؤس میں تو صرف بیان ہوتے ہیں ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ اس میں اسی لیے تو including کا لفظ ہے۔

otherwise wording would have been like that.

جناب چیئرمین۔ لیکن کال اٹینشن پر یہ بات ہوئی ہے۔ تحریک التواء پر نہیں ہوئی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ کچھ بھی ہو ۔

any matter discussed of the same substance...

جناب چیئرمین۔ بہرحال ۔ ..I am sorry. I don't agree with you on that.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ لاءمنسٹر صاحب آپ جائیں ۔

جناب چیئرمین۔ اس میں کیا ہو گا ۔ بس ختم ہو گئی بات ۔

راجہ محمد ظفر الحق ۔ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین۔ جی ۔

راجہ محمد ظفر الحق ۔ جناب چیئرمین! اگر کسی طریقے سے ہاؤس چلایا جانے تو اس سے وقت بھی بچتا ہے اور بدمزگیاں بھی کم ہوتی ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ آج تو ڈاکٹر صاحب کچھ ناراض لگتے ہیں ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ آپ ناراض لگتے ہیں ۔ میں تو ناراض نہیں لگتا ۔ میں نے کوشش کی ۔ لگتا ایسے ہے کہ آپ سننا ہی نہیں چاہتے ۔

(مداخلت)

راجہ محمد ظفر الحق ۔ یہ situation تب پیدا ہوتی ہے کہ لیڈر آف دی ہاؤس موجود ہے۔ کوئی بھی ایشو ہو اس کا نوٹس متعلقہ وزیر کو جاتا ہے ۔خارجہ کا ہے ۔ داخلہ کا ہے۔ ڈیفنس کا ہے۔ کسی کا بھی ہے ۔ اور پھر لاء اینڈ پارلیمنٹری افیئر کا منسٹر directly responsible ہوتا ہے۔ اگر وہ جواب نہ دے سکے یا نہ دے تو وہ اور بات ہے لیکن یہ situation روز روز اسی صورت میں پیدا ہوتی ہے کہ غیر متعلقہ کوئی ایک آدمی کھڑا ہو کر ایک ایسا موقف لے لیتا ہے جس کا گورنمنٹ کو بھی علم نہیں ہوتا یہ معاملہ ٹھیک نہیں ہے۔

So I would request the Leader of the House and the Minsiters that they should

coordinate and evolve a system of answering motions.

جناب چیئرمین۔ بہر حال جنرل صاحب نے تفصیل سے بتا دیا ہے۔ جی جناب رضا ربانی صاحب۔

Mian Raza Rabbani: I would like to state, Sir,

نہایت ادب اور احترام کے ساتھ Leader of the Opposition کے لئے، لیکن جو بات انہوں نے کی کہ کوئی غیر متعلقہ آدمی کھڑا ہوجاتا ہے۔ ایسی بات نہیں ہے۔ کیبینٹ کی collective responsibility ہے اور

Minister for Defence is not available in the city and therefore his brief has been handed over to another Cabinet colleague and he is theMinister- in-Charge and, under the Rules, he is admissible to be the Minister-in-Charge and may also answer on his behalf. So, if one has taken an objection which requires an interpretation of the Chair, then he is very much within his rights to do.

جناب چیئرمین، بہر حال ان کی explanation آ گئی ہے، جنرل صاحب کہہ دیں کہ----

Government has taken steps to deal with the situation.

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: I am quite prepared to answer.

پروفیسر خورشید احمد، کیونکہ یہ مسئلہ پاکستان کی defence سے متعلق ہے اور جہاں تک technical اعتراض تھا وہ stand نہیں کرتا تو اس لئے مناسب ہوگا کہ آپ اس issue کو Defence Committee کو refer کردیں، تاکہ وہاں پر -------

جناب چیئرمین، دیکھیں ناں یہ Adjournment Motion آیا

I think the explanation has been given by the General Sahib that as far as the Government of Pakistan is concerned it is not that they are not concerned with the matter. They are concerned, they are taking steps and they have already taken some steps.

(interruption)

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: In 1965 war, a similar situation arose and at that time none of the Russians could go in to case. So, what the Air Force is to do is to drop the Russians by Parachutes and then we, flying in antiquated helicopters go and retrieve those because no movement could take place along the river lines. Today, that situations does not obtain. It is only in two small sectors of Titwal and Kiran and that is now being overcome because when we feel that difficulty is being overcome by these by-passes. Previously, so as the population was very spare mules were enough. So, mule is to go along and take the Russians. Today, since the population has increased in those areas, the awareful movement has to take place. Apart from this, even the United Nations Observer has been fired in this and that violation has been registered. And whenever there is a firing from across the border or from across the line of control, we do respond to it in a positive manner.

(interruption)

جناب چیئرمین: جی جناب انور بھنڈر صاحب۔

Ch. Muhamad Anwar Bhinder: I want to bring to your kind notice the legal aspect of the abjection raised by the honourable Minister. I would invite your attention to Rule 59 Sub Rule(5) which is about Call Attention Notice. The honourable minister has referred to a Call Attention Notice of which notice was given in the National Assembly and the Call Attention Notice, whenever a call attention notice is given and as question is asked, Sub Rule 5 says; "There shall be no formal motion before the Senate and no discussion or voting shall take place" There is no discussion on a call attention notice. You have already read

that an adjournment motion is inadmissible if there is a previous discussion on that subject. If there is discussion, then, of course, it can not be repeated. But when there is no discussion on a Call Attention Notice, there is no question of the objection which has been raised by the honourable Minister.

(interruption)

جناب چیئرمین، نہیں اس پہ already میں نے کہہ دیا ہے ناں کہ Call Attention
Notice پہ اگر کوئی بات ہوتی ہے تو that is not relevant, I have already said that. So, I
am already not in agreement with the honourable Minister on this point باقی ان کی
statement کے بعد I think there is no need for the discussion.-

(interruption)

Mr. Chairman: So, this is disposed of Are we saying today that if Indians fire at us on the territory of Azad Kashmir, then the Pakistan Government is not concerned.

بھئی ہماری فوج وہاں بیٹھی ہوئی ہے۔ وہ روز مر رہے ہیں وہاں پہ، آپ کہتے ہیں کہ concern ہی کوئی نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کہ ہم سڑک بھی بنا رہے ہیں وہاں پہ۔ آپ کہتے ہیں concern ہی کوئی نہیں ہے۔ جی جناب حافظ صاحب On Point of Order۔

حافظ حسین احمد، جناب چیئرمین! ڈاکٹر صاحب نے یہ بات تو سب کے سامنے کہی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اگر اخلاقی جرآت کا مظاہرہ کریں، یہ اپنے الفاظ واپس لیں، چونکہ یہ ریکارڈ پہ آچکی ہے قومی اسمبلی میں کچھ اشارات کیے تھے وہ بھی ریکارڈ پہ ہوں تو حذف نہیں ہو سکتے۔ لیکن یا تو آپ تبدیل کر دیں یا پھر یہ ہے کہ وہ اپنے الفاظ واپس لے لیں۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال یہ تو ان کی مرضی ہے۔

حافظ حسین احمد ۔ رضا ربانی صاحب نے بالکل صحیح فرمایا ہے جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال ان کا ایک نقطہ نظر ہے۔

(مداخلت)

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: The Constitution Article 1, reads and that reads correctly. They should read into it, what I say.

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: I think I will have to oppose you formally because that is not the ground position and we do not want to undermine our national position and status on this issue as such.

ii) Re: ILLEGAL CONSTRUCTION AND ENCROACHMENTS
IN VIOLATION OF CDA LAWS.

Mr. Chairman: Thank you. The next adjournment motion is in the name of Prof. Khurshid Ahmad, No. 4 on alleged illegal constructions and encroachments in violation of CDA laws.

پروفیسر خورشید احمد ۔ جناب چیئرمین ۔ میں اس معزز ایوان کی اجازت چاہتا ہوں کہ مندرجہ ذیل تحریک التواء پیش کروں ۔ اسلام آباد میں سی ڈی اے کے قوانین کے برخلاف غیرقانونی تعمیرات جاری ہیں اور جس کی طرف سے سی ڈی اے نے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں ۔ خاص کر جناح ایوینیو بلیو ایریا میں فٹ پاتھ پر بڑے بڑے ریستوران کھل گئے ہیں ۔ جنہوں نے پیدل چلنے والوں کا راستہ بند کر دیا ہے۔ اس مسئلہ کا تعلق اسلام آباد سے ہے جو براہ راست وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ یہ قومی اہمیت کا مسئلہ ہے جس سے عام شہریوں کو تکلیف پہنچ رہی ہے۔ اس لیے میں درخواست کرتا ہوں کہ معمول کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔ جناب والا اس کے ساتھ میں نے " فرنٹیئر پوسٹ " کی ۲۶ مئی کی ڈیٹیل رپورٹ دی ہے۔ اس میں تفصیل ہے ان تمام جگہوں کی جہاں پر یہ تجاوزات کی گئی ہیں ۔ ایک طرف آپ تجاوزات کے نام پر سیاسی قیادت کے خلاف کارروائیاں کرتے ہیں اور دوسری طرف خود فیڈرل کیپیٹل کے اندر سی ڈی اے کے رولز کے خلاف تجاوزات موجود ہیں اور کوئی نوٹس نہیں لیا جا رہا ۔ اس لیے یہ ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر یہاں گفتگو ہونی چاہیئے ۔

جناب چیئرمین۔شکریہ ۔ جی ۔

میاں رضا ربانی ۔ جناب اس میں میں یہ عرض کروں گا۔

That unauthorised construction, as and when it has been observed by the CDA under its requisite rules, it has always moved swiftly to try and have the unauthorised construction removed or extensions of shops or restaurants which come on to the side wall. So, it has always acted in that regard. With reference to this particular incident or point to which Prof. Sahib has brought to light about Jinnah Avenue. They have informed us that in consonance with their rules on 4-7-1995, against nine, that Jehangir restaurant, SOGO 2000, Tabaq restaurant, Red onion, Mehfil restaurant, Berger King, Car spot, Barbique restaurant, Sajji House, and Turkish Airlines, action was taken and the extended construction was removed and all the items in the extended construction were taken over by the CDA. They have also informed us that about 127 challans have been executed during the period from 1-7-1993 to 30-6-1995. And these are pending in various courts of law and I would like to assure the honourable Senator that CDA has been told again to be very vigilent and to enforce the law in its letter and spirit, as well.

جناب چیئرمین۔جی جناب پروفیسر صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ میں ویلکم کرتا ہوں وزیر موصوف کے اس بیان کا اور مجھے خوشی ہے کہ میرے اس نوٹس کے بعد سی ڈی اے نے ان تجاوزات کے بارے میں کوئی کارروائی کی ہے جو اس وقت آپ کے سامنے ہے ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی ۔ میرا خیال ہے آدھ گھنٹہ ہو گیا ہے ۔ جی آدھ گھنٹہ ہو گیا ہے۔

Now, we move to the next item on the agenda No 3. This is a resolution sought to be moved.

ڈاکٹر محمد ریحان۔ پوائنٹ آف آرڈر جی ۔

جناب چیئرمین۔ جی کیا ہے، پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ جناب والا آج ہر ممبر صاحب کے سامنے ان کی میزوں پر خوبصورت کتابوں کے جو تحائف رکھے گئے ہیں اور ان کو بڑی خوبصورتی سے ربن کے ساتھ باندھا گیا ہے ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی ہر سال یہ قصہ چلتا رہتا ہے ۔ غالباً یہ بجٹ کے بارے میں ہوتی ہیں ۔ جب اس ہاؤس کو یہ اختیار ہی نہیں ہے اگر یہ اس بات کے لئے ہے کہ اس کو گھر جا کر پڑھیں تو پھر یہ حق بھی ہونا چاہئیے کہ کم از کم اس پر بولیں لیکن جب سے یہ سینٹ وجود میں آیا ہے بدقسمتی سے اس کو یہ حق ہی حاصل نہیں ہے ۔ یہ تو میں سمجھتا ہوں کہ بچوں کو خوش کرنے کے لئے یہ لوگ کتابیں دے جاتے ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ بہر حال پڑھنے کا تو حق ہے آپ اس کو پڑھ لیں باقی آئینی مسئلہ ہے ۔ وہ ---

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ جناب والا! میری ذرا عرض سنیں جی۔

جناب چیئرمین ۔ جی جی

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ جناب والا! اس پر کتنا قوم کا پیسہ خرچ ہو گیا ہو گا یہ کہنا کہ جی آئین میں نہیں ہے تو حکومت اور اپوزیشن مل کر اس کو کیوں amend نہیں کرتے۔

جناب چیئرمین ۔ بہر حال یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا آپ اس پر ایک باقاعدہ legislation لے آئیں ہاؤس میں discuss کر لیں گے ۔ آپ amendment bill لے آئیں ۔

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ جناب والا! پروفیسر خورشید صاحب کی تقریر مجھے یاد ہے کہ بہت سارے ملکوں میں سینٹ میں اگر ووٹنگ کا حق نہیں ہوتا تو بحث کا ضرور ہوتا ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ یہ ٹھیک ہے تو آپ amendment bill لے آئیں ناں اس پر یہ مسئلہ آئے گا ۔

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ جناب والا! میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ سب مل کر اس پر زور دیں تا کہ یہ ظالمانہ مذاق ختم ہو جائے ۔

جناب چیئرمین ۔ آپ بل ے آئیں اس پر کرتے ہیں یعنی Indian experience
اس کو دیکھ لیں ۔جی on this is probably relevant

Mian Raza Rabbani: Sir, thank you very much.

جہاں تک ایجنڈا آئٹم نمبر 3 کا تعلق ہے جناب ۔ جو آپ ابھی call out کرنے لگے تھے ۔وہ ایک ریزولوشن ہے دو معزز ممبران نے کراچی کی صورت حال اور اس بات کو urge کیا تھا

That the House recommends that the Government may hold immediate dialogue with MQM on the deteriorating law and order situation in Karachi and since the dialogue process has been initiated and a firm date has also come for the dialogue therefore, resulting from the discussion that was held with Raja Sahib, Leader of the Opposition and Professor Khurshid Sahib in your Chamber and as it was agreed although we did think that since the dialogue was taking place, therefore,it would have been better , if we could have waited for the outcome but nevertheless since it was decided to the contrary, I would like to move a motion on behalf of the House as agreed for suspension of the rules of the order of the day so that the motion under rule 194 to be moved by the honourable Leader of the Opposition with reference to discussion on Karachi may be moved.

جناب چیئرمین ۔ٹھیک ہے جی move کریں۔

MOTION UNDER RULE 194

Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to move that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate , 1988, the requirement of Rule 27 regarding the order of the day may be dispensed with and the motion under Rule 194 may be allowed to be taken up at once.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Razza Rabbani , the Minister

of State for Law and Parliamentary Affairs that the requirement of Rule 27 regarding the order of the day may be dispensed with and the matter for discussion be taken up under Rule 194.

(The motion was carried)

جناب چیئرمین - and the Rule 27 stands suspended **ٹھیک** ہے جی ؛ جی
جناب move کریں جی موشن جو ----

DISCUSSION ON KARACHI SITUATION

Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: Mr. Chairman I beg to move that the Senate discuss the deteriorating situation in Karachi and evolve ways and means to resolve.

جناب چیئرمین - ٹھیک ہے جی اس پر پہلے کون تقریر کرے گا تو اس پر میرے خیال میں ایک ٹائم limit کو fix کرلیتے ہیں -

Mian Raza Rabbani: That would be better.

Mr. Chairman: Yes, it will be appropriate that time should be fixed

تو کیا مناسب رہے گا راجہ صاحب any suggestion آپ بھی بولنا چاہیں گے (سید اقبال حیدر)
پھر تو بہت ضروری ہے اس پر ٹائم فکس کرنا۔

میاں رضا ربانی - جناب والا! میرے خیال میں دس یا بیس منٹ ہوں تو بہتر ہو گا دس منٹ سپیکر کے لئے اور بیس منٹ لیڈرز کے لئے -

جناب چیئرمین - کیوں جی اقبال حیدر صاحب کافی ہیں دس منٹ ؟ جی جی پہلے اقبال حیدر صاحب سے پوچھ لیں ناں جی کیوں جی آپ اس پر رضامند ہیں اپنے لئے دس منٹ پر ؟

سید اقبال حیدر۔ جناب والا! صورت حال اتنی گھمبیر ہے کہ اس پر --

جناب چیئرمین - ٹھیک ہے جی۔ جی راجہ صاحب آپ کی کیا رائے ہے -

راجہ محمد ظفر الحق ۔میرے خیال میں پارٹی لیڈر صاحبان کو آدھا گھنٹہ ہونا چاہئیے اور باقی ممبران کو بیس منٹ ملنے چاہئیں ۔

Mian Raza Rabbani: Sir, 20 minutes would then run into half an hour and half an hour would run into 45 minutes.

جناب چیئرمین ۔ وہ کوشش کریں گے ناں

Mian Raza Rabbani: If 15 and 30

کرلیں تو میرے خیال میں بہتر ہو گا

جناب چیئرمین ۔ جی جناب آفتاب صاحب '

جناب آفتاب احمد شیخ ۔ جناب والا جن کا تعلق خاص طور سے اس علاقے سے ہے اس جگہ سے ہے انہیں کچھ زیادہ ٹائم دے دیں ۔

جناب چیئرمین ۔ بہر حال ایک اصول تو فکس کرلیں ناں جی as a principle it is agreed then that the Leaders would be given 30 minutes and other members 20 minutes, so we proceed from there. اچھا جی ' جی جناب راجہ صاحب ۔ آپ اپنی طرف سے بھی کوئی لسٹ دے دیں مجھے ۔ جی جناب

راجہ محمد ظفر الحق ۔بسم اللہ الرحمٰن الراحیم ۔جناب چیئرمین سینٹ میں اس سے پہلے بھی کراچی کی situation کے اوپر بحث ہو چکی ہے لیکن ہر بار حالات خراب سے خراب تر ہوتے گئے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس دفعہ جو سینٹ میں بحث ہو رہی ہے وہ ایک ایسے ماحول میں ہو رہی ہے کہ ملک کے اندر ہر طرف سے جب یہ آواز آئی کہ مذاکرات کرنے چاہئیں ڈائیلاگ ہونا چاہئیے اور اس ایشو کو سیاسی طریقے سے حل کرنا چاہئیے تو پھر ایم کیو ایم اور حکومت نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ اسلام آباد میں مذاکرات کریں گے۔ اب اس کے لئے جیساکہ ہم نے اخبارات میں پڑھا گیارہ تاریخ بھی مقرر ہو چکی ہے لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ مذاکرات کامیاب نہیں ہوتے اور اس میں کوئی رخنہ پڑتا ہے تو پھر اس تباہی کو کوئی نہیں روک سکے گا جو نہ صرف کراچی میں بلکہ پورے پاکستان میں آئے گی ہم سب کا stake اس میں ہے ہمارے سارے مستقبل کا

انحصار اسی بات پر ہے کہ یہ معاملہ حل ہو اور اس پر کوئی پارٹی لاتعلق نہیں ہیں۔

کراچی میں ' اس میں کوئی شک نہیں کہ تشدد مارا ماری قتل و غارت وہاں ہو رہی ہے ایک سائیڈ دوسرے کو مورد الزام ٹھہرا رہی ہے لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ کراچی کو bleed کرنے سے پورا پاکستان bleed ہورہا ہے۔ آپ محسوس کرتے ہیں کہ کجا ایک طرف کہ MOUs سائن کئے جائیں اور investment کے لئے لوگوں کو کہا جائے خواہ امریکہ ہو یا ملائشیا یا دوسرے ممالک ہوں وہ تو رفتہ رفتہ ایسی صورت پیدا ہو گی کہ کوئی آنے کو تیار نہ ہوگا لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ خود اس سسٹم کے اوپر خود فیڈریشن کے اوپر' اتنا بڑا پریشر بڑھ رہا ہے کہ اس کے بھیانک نتائج سامنے آ سکتے ہیں۔ اس لئے نہ صرف ہم دعا کرتے ہیں بلکہ اس بات کے خواہش مند ہیں اور کوشش کریں گے کہ یہ مذاکرات نتیجہ خیز ہوں اور کراچی کی صورت حال بہتر ہو لیکن یہ بہت کچھ depend کرتا ہے کہ آیا حکومت اس سلسلے میں اپنے اندر کوئی تبدیلی سوچ میں یا خیال میں محسوس کرتی ہے یا نہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ آج بھی وزیر اعظم صاحبہ کا بیان ہے کہ کراچی میں صرف ایک ضلع کے اندر یا ڈیڑھ ضلع کے اندر یہ جھگڑا ہے۔ یہ بات کئی مہینے پہلے بھی کہی گئی تھی اور پھر یہ کہا گیا کہ یہ تو بیرونی ایجنٹ ہیں جو یہ کرا رہے ہیں اور پھر یہ کہا گیا کہ یہ جو big city ہے اس کی crimes کا سلسلہ ہے اور مقابلہ کیا گیا کہ واشنگٹن میں نیو یارک میں شکاگو میں crime بہت زیادہ ہوتی ہیں اس کے مقابلے میں تو کراچی میں بہت کم ہوتی ہیں لیکن یہ معاملہ صرف law and order کا نہیں ہے کہ کچھ جرائم پیشہ لوگ لوگوں کو لوٹ رہے ہوں یا بینک لوٹ لیتے ہوں یہ معاملہ زیادہ گہرا ہے اور وہ اتنا گمبھیر ہو چکا ہے کہ اس کا اس طریقے سے روایتی طریقوں سے علاج ممکن نہیں ہو سکا۔

اس حکومت کو آئے ہوئے بیس ماہ سے زیادہ ہوگئے ہیں لیکن اس بیس ماہ کے عرصے کے دوران جس طریقے سے اس کو حل کرنے کی کوشش کی گئی' اس سے معاملات بگڑے ہیں 'اس سے بہتر نہیں ہوئے۔ اب تو اس حد تک معاملہ پہنچ گیا کہ بیرونی ممالک سے بھی یہ آوازیں اٹھیں کہ اس معاملے کو ڈائیلاگ سے اور افہام وتفہیم سے حل کیاجائے لیکن جو آج کا ماحول ہے اس کو بہتر کرنا ضروری ہے۔ کوئی confidence building measures حکومت کی طرف سے لینا ضروری ہے۔ ایم کیو ایم کی طرف سے لینا ضروری ہے۔ اسی صورت میں یہ معاملہ آگے چل سکے گا ورنہ اس سے پہلے بھی صوبائی سطح کے اوپر مذاکرات ہوتے رہے پھر اس میں ایک دوسرے پر الزام دھرے جاتے رہے کہ آیا فلاں ٹیم نے

بائیکاٹ کیوں کیا ۔ ہم آگے بڑھنا چاہتے تھے۔ کسی نے کہا کہ جب تک ہتھیار نہیں پھینکیں گے اس وقت تک بات نہیں کریں گے ۔ کسی نے کہا ہم تو صرف منتخب نمائندوں سے بات کریں گے کسی دوسرے سے بات نہیں کریں گے لیکن رفتہ رفتہ اب یہ پوزیشن آئی ہے جہاں ہم afford نہیں کرسکتے کہ یہ مذاکرات ناکام ہوں ۔ایم کیو ایم کی ٹیم کی طرف سے اجمل دہلوی صاحب سربراہ مقرر کئے گئے ہیں۔ آج بھی ان کا بیان ہے کہ اگر حکومت نے یہ رویہ جاری رکھا تو پھر ہم اس میں نظرثانی بھی کر سکتے ہیں۔ یہ ایک خطرے کی گھنٹی ہے مذاکرات کے لئے ۔اسے seriously لینا چاہئیے۔ اس کے لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ سات ایسے اقدامات ہیں جو مذاکرات کی کامیابی کےلئے ضروری ہیں۔

سب سے پہلا یہ ہے کہ اس ماحول کودرست کرنے کے لئے ایم کیو ایم کی کردارکشی میڈیا کےاوپر بند کی جائے۔ اگر ہر صبح و شام یکطرفہ طورپران کے بارے میں غلط زبان استعمال کی جائے اور مختلف طریقوں سے کسی آدمی کولا کر اگر یہ معاملہ جاری رہتا ہے تو یہ ماحول ٹھیک نہیں ہو سکتا اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس قسم کی جو تشہیر یا projection ہوتی ہے اس کا نقصان ہمیشہ حکومت کو ہوتا ہے ۔ اس کی اپنی credibility endanger ہوتی ہے اور لوگ سننا چھوڑ دیتے ہیں اور اس کےساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہا گیا کہ کراچی کے چھ سات اخبار بند کر دیئے گئے تو اس میں بھی یہی جذبہ کارفرما تھا کہ دوسروں کی بات نہ آنے اور اس کو نام یہ دیا گیا کہ یہ سنسنی خیزی پھیلاتے ہیں اور یہ کوئی پانچ چھ دن پہلے کی بات نہیں ۔ اس سے پہلے بھی آپ کویاد ہو گا کہ جب صدر مملکت کراچی گئے تھے تو اس وقت ایک گروپ کی شکل میں کاروباری لوگ ان کو ملے اور انہوں نے گزارش کی کہ یہ جناب investment کی بات چھوڑیں ۔ ہماری جان کا جوسلسلہ ہے اس کا کوئی بندوبست کیا جائے ۔ ہم تو بڑے ڈرے ہوئے اور سہمے ہوئے ہیں ۔ یہاں ماحول بڑا کشیدہ ہے تو صدر مملکت کا جواب جو اخبارات میں چھپا وہ یہ تھا کہ آپ اخبارات نہ پڑھیں تو آپ کواتنی تکلیف نہیں ہو گی ، آپ کو اتنی پریشانی نہیں ہو گی ۔ مقصد یہ کہ ground کے اوپر تو کچھ نہیں ، یہ اخبارات نے سلسلہ پھیلایا ہوا ہے اور یہ رویہ حکومت کا بہت عرصے سے چل رہا ہے ۔ حکومت اخبارات کو اپنے مد مقابل سمجھ لیتی ہے ماسوائے ان اخبارات کے جو حکومت کے اپنے ، پریس ٹرسٹ کے یا سرکاری ذرائع ابلاغ ریڈیو یا ٹی وی ہو ۔ اس کے علاوہ باقی سب کو وہ اپنے مد مقابل سمجھ لیتی ہے اور ایک آرڈر پاس کر کے ان سب پر پابندی لگا دی گئی جو پاکستان یا اس برصغیر کی تاریخ میں ایسا نہیں ہوا کہ چھ اخبارات کو یکسر بند کر دیا گیا

اور پھر جب ٹی وی اور ریڈیو کے اوپر یہ پروپیگنڈا کیا جاتا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مذاکرات کی کامیابی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے ۔ حکومت کو چاہئیے کہ اس کو بند کرے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں خود حکومت کا فائدہ ہے ۔ یہ کوئی magnanimity کی بات نہیں ہے' یہ کسی پر احسان کرنے کی بات نہیں ہے ۔ اگر وہ واقعی اس بات کے خواہش مند ہیں کہ یہ معاملہ حل ہو تو پھر اس میں زیادہ زہر گھولنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

دوسری میری تجویز یہ ہے کہ بہت سے لوگ کراچی میں گرفتار کئے گئے اور پھر ایک عدالت میں پیش کئے گئے ۔ جب وہ عدالت میں پیش ہوئے تو ان کی آنکھوں کے اوپر پٹیاں باندھی ہوئی تھیں ۔ ان کے جسموں کے اوپر ' چہروں کے اوپر زخم بھی تھے ۔ ان کی تصاویر نہ صرف " ڈان " میں چھپی ہیں بلکہ باقی اخبارات میں بھی چھپی ہیں ۔ بیرون ملک بھی یہ تصاویر چھپی ہیں ۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے بھی ان کا نوٹس لیا۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا ۔ یہ بڑی غلط بات تھی اور یہ human rights کے خلاف بات ہے ۔ انسانوں کو انسان سمجھ لینا ۔ وہ تو ابھی انڈر ٹرائل ہیں ۔ جب ان کی کوئی سزا ہوگی ۔ عدالت فیصلہ کرے گی اس کے بعد بھی ایک قانون کے تحت ' ایک طریقہ ہے کہ سزا بھگتنی ہوگی یا کچھ کرنا ہوگا لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں ہے ۔ اس کے بعد جب یہ واویلا بہت ہوا تو result یہ ہوا کہ بہت سارے ' کئی سو لوگ' کراچی میں جو گرفتار کئے گئے تھے انہیں اندرون سندھ جیلوں میں بھیج دیا گیا ۔ مجھے یہ بھی رپورٹس ملی ہیں کہ جب انہیں ان جیلوں میں بھیجا گیا تو ان کے ساتھ تشدد کیا گیا ۔ میں نے اس کا تذکرہ حکومتی جماعت کے کئی ارکان سے بھی کیا کہ ایسا نہیں ہونا چاہئیے ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جب کراچی سے لوگوں کو اندرون سندھ جیلوں میں بھیج دیا جاتا ہے تو پھر گھر والوں کے ساتھ ان کا رابطہ کٹ جاتا ہے۔ انہیں کوئی پتہ نہیں ہوتا ہے کہ کوئی مر گیا ہے ' زندہ ہے ' بیمار ہے۔ کس جیل میں ہے' کس جگہ پر ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس چیز نے بھی حالات کو بہت بگاڑا ہے۔

کراچی کے اندر یہ تاثر گہرا ہوتا گیا کہ شاید ہمارے کوئی انسانی حقوق نہیں ہیں ۔ شاید ہمارے ساتھ قانون کے مطابق سلوک روا رکھا جانا ہی نہیں ہے ۔ ان کو یہ بھی احساس پیدا ہوا کہ شاید پورے پاکستان کو اس بات کا کوئی احساس نہیں ہے کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے ۔ کئی لوگ ایسے ہوں گے جو مجرم ہوں ۔ جن پر یہ الزام ہو لیکن ہر ایک آدمی جس کو پولیس گرفتار کرتی ہے ۔ وہ لازماً مجرم نہیں ہوتا ہے اور اس کے ساتھ وہ سلوک کرنا جس کی قطعاً قانون اور

اخلاق اور معاشرتی اقدار اجازت نہیں دیتا اس سے حالات مزید خراب ہوتے ہیں ۔ اس لئے میری دوسری تجویز یہی تھی کہ جو گرفتار شدگان کراچی سے ہیں اور ان کو اندرون سندھ کی جیلوں میں رکھا گیا ہے ۔ جن کا اپنے گھر والوں سے قطعاً رابطہ کٹ گیا ہے ۔یہ خوف و ہراس کی ایک فضا قائم ہوئی ہے ۔ میری تجویز یہ ہوگی کہ ان کو واپس کراچی کی جیلوں میں لایا جائے ۔ انہیں اندرون سندھ جیلوں میں نہ رکھا جائے ۔

تیسری جو میری تجویز ہے وہ یہ ہے کہ ان مذاکرات کو بہت طویل نہ بنایا جائے ۔ اگر ان معاملات کو صرف کراچی کے اوپر رکھا جائے تو پھر اس میں زیادہ وقت نہیں لگتا لیکن اگر over all کوئی settlement کرنی ہے وہ بعد کی بات ہے ۔ کوئی پولیٹیکل سٹلمنٹ کرنی ہو وہ بعد کی بات ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ جب کوئی پاکستان سے باہر گیا ہے اور جب اس نے کشمیر کی بات کی تو وہ لوگوں نے خواہ وہ پاکستانی تھے یا دوسرے ' انہوں نے ان سے یہی سوال کیا کہ کراچی کی بات کریں کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے اور ہر روز CNN, BBC اور باقی ٹیلیویژن نیٹ ورک کے اوپر کراچی کا منظر ضرور دکھایا جاتا ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کے اندرممکن ہے بنیادی طور پر بیرونی ذرائع ابلاغ کا تعصب بھی موجود ہو کہ ہماری کسی اچھی بات کا تذکرہ وہ کرنا مناسب نہیں سمجھتے اور اگر کوئی خرابی کی بات ہے پاکستان کو بد نام کرنے کی بات ہے تو اسے وہ ضرور بڑھا چڑھا کر بیان کریں گے لیکن اس میں بھی حقیقت ہے کہ آخر کچھ ہوتا ہے تو پھر دوسرے کو موقع ملتا ہے ۔ کوئی صورتحال خراب ہوتی ہے تو اس کو exploit کرتے ہیں ۔ اس لئے میری یہ تجویز ہوگی کہ یہ جو مذاکرات ہیں ان کو اتنا طویل نہ کیا جائے کہ پورے ملک میں اور پھر فریقین کے درمیان بھی ایک تاثر یہ بھی ابھرے کہ یہ وقت گزاری کے لئے ہے ۔ یہ اس پریشر کو ریلیز کرنے کے لئے ہے کہ ہر ایک آدمی کہہ رہا تھا کہ سیاسی مذاکرات ہوں ۔ اس کو رفع کرنے کے لئے یہ مذاکرات شروع کئے گئے ہیں ورنہ اس بات کی نیت اور اس بات کا احساس خود موجود نہیں تھا ۔اس تاثر کو دور کرنا ضروری ہے ۔ اگر جنرل مذاکرات ہوتے ہیں اور انہیں نتیجہ خیز بنانا ہے تو پھر میری یہی گزارش ہوگی کہ اسے day to day رکھا جائے اور اسے طویل عرصے تک پھیلانے کی کوشش نہ کی جائے ۔

میری چوتھی تجویز یہ ہوگی کہ جو موجودہ آپریشن ہو رہا ہے اس پر کی جانے والی کارروائی مذاکرات کے دوران معطل کی جائے ۔ ہمیں یہ کہا گیا اخبارات میں میں نے آج بھی پڑھا ہے کہ

ہم یہ کارروائی معطل نہیں کریں گے ۔ اگر یہ کارروائی معطل نہیں کریں گے اور دوسری طرف وہ ہڑتال معطل نہیں کریں گے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ سلسلہ جاری رہے گا ۔ اور پھر زیادہ زخم لگیں گے زیادہ دل آزاریں ہوں گی۔ زیادہ پریشانیاں بڑھیں گی attitudes harden ہوں گے جو لوگ politically aligned ایک یا دوسرے کے ساتھ نہیں ہیں وہ بھی اس سے متاثر ہوں گے ۔ اور یہ situation ٹھیک نہیں ہوگی۔ لہذا اگر میں حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ آپریشن کے نام پر کی جانے والی کارروائی مذاکرات کے دوران معطل کردیں تو میں ایم کیو ایم کی قیادت سے بھی یہ اپیل کروں گا کہ وہ ہڑتا ل کے فیصلے پر نظرثانی کریں۔ کیونکہ اگر ایک طرف سے بھی یہ معاملہ جاری رہے اور دوسری طرف سے بھی جاری رہے تو پھر ground situation ایسی ہوگی کہ وہ مذاکرات کے لئے مناسب نہیں ہوگی۔

اس کے بعد خاص طور پر کراچی کے اندر یہ تاثر بڑا تیزی سے پھیلا کہ کراچی کے لوگوں کو disenfranchise کردیا گیا ۔ وہ اس لحاظ سے کہ قومی اسمبلی میں بعض وجوہات کی بناء پر' جن کے بارے میں اکثر لوگوں کو علم ہے' وہ participate نہیں کرسکے ۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ ہمیں participate نہیں کرنے دیا گیا۔ اور دوسری طرف سے کوئی ایسا موقف نہیں آیا کہ انہوں نے کیوں نہیں کیا لیکن یہ ایک عجیب بات لگتی ہے کہ جس پارٹی کے result سابقہ بھی ایسے رہے ہوں کہ وہ کراچی کی ماسوائے ایک آدھ نشست سے' باقی وہ ساری لے لیتے ہیں تو پھر وہ کیا صورتحال تھی جس کے تحت ان کو بائیکاٹ کرنا پڑا اس بات میں جائے بغیر میں صرف یہ کہوں گا کہ قومی اسمبلی میں اس وقت ایم کیو ایم کی نمائندگی نہیں ہے ۔ لیکن دو دن کے بعد جب صوبائی اسمبلی کے انتخابات ہوئے تو اس وقت کہا گیا کہ اب آپ انتخاب لڑسکتے ہیں اور انہوں نے 28 میں سے 27 نشستیں لے لیں ۔ یہ بھی دو چیزیں ظاہر کرتا ہے ایک یہ کہ اگر قومی اسمبلی کا انتخاب بھی ہوتا تو بھی ان کو وہ چودہ پندرہ سیٹیں مل سکتی تھیں اور دوسرا یہ کہ وہ کراچی کے لوگوں کی نمائندگی کرتے اور اگر لاہور میں ' پشاور میں' کوئٹہ میں ' اسلام آباد میں جس قسم کا بھی کوئی آدمی ہو جو الیکشن کی standard constitution qualifications نے laydown کیا ہوا ہے منتخب ہو جاتا ہے تو پھر حکومت اسی کو ہی recognise کرتی ہے تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جب ہماری کراچی کے اندر یہ representation کی پوزیشن ہے تو پھر ایم کیو ایم کو recognise کرنا چاہئیے ۔ لیکن کیا یہ گیا کہ کراچی کے یا سندھ کے لوکل باڈیز کے انتخابات بھی نہیں کروائے

گئے۔ میں اس بات کو بھی نہیں دہرانے دینا چاہتا کہ اس سے پہلے بھی 1970 میں بھی لوکل باڈیز کے الیکشن نہیں ہونے اور اپنے لوگوں کو وہاں مقرر کر دیا گیا ان کو فنڈز دے دیئے گئے ۔ ان کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا۔ اب بھی یہی کیا گیا ہے کہ بجائے الیکشن کروانے کے آج بیس مہینے اس حکومت کو آنے ہوئے ہوگئے ہیں Local Bodies suspended ہیں وہ dissolved ہیں اور عدالتوں میں معاملہ جاتا ہے وہ انہیں یہ کہتے ہیں کہ آپ الیکشن کروائیں وہ کہتے ہیں کروائیں گے لیکن نہیں ہوتے ۔ پھر معاملہ آگے چلا جاتا ہے کہ اب پھر کب ہوں گے ۔ مسئلہ اپنی جگہ پر ہے۔ لیکن سندھ اور کراچی کے اندر local body کے الیکشن نہ کروانے سے جو مقامی لوگوں کے مسائل ہیں ، جن کو حل کرنا قومی اسمبلی ، صوبائی اسمبلیوں کے اراکین اور سینیٹرز کے دائرہ کار میں نہیں آتاہے ۔تاہم عام لوگوں کے عمومی مسائل اگر ان کے اپنے نمائندے حل کریں، یہ کام ان کے اوپر چھوڑ دیا جائے ، ان کو وہاں نمائندگی کا حق دے دیا جائے تو پھر یہ صورت حال بہتری کی طرف لے جائے گی ۔ لیکن میں نے خود سنا ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے کراچی کے لئے اتنابڑا package دیا ہے اور اب یہ فنڈ ہم ان کو کیوں دے دیں ۔ میں کہتاہوں کہ بات ان کی یا ان کی نہیں ہے ۔ بات یہ ہے کہ جو بھی local body میں آئے گا ، اس کو یہ حق ملنا چاہیے کہ شہر کے مسائل کے حل کے لئے جو بجٹ بنتاہے ، میونسپل بجٹ بنتا ہے، اس کو خرچ کرنے کا حق انہی میونسپل کمشنرز اور Member of the Council کو ہونا چاہیے۔ اس کے بارے میں یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ مجھے فلاں پر اعتبار ہے اور فلاں پر اعتبار نہیں ہے۔ اس طرح تو ایک ایسا سلسلہ چل نکلے گا کہ جس میں مخالف لوگ یہ فیصلہ کرنا شروع کر دیں گے کہ اسے یہ حق elect ہونے کے بعد بھی ملنا چاہیے یا نہیں۔ یہ ایک نیا طریقہ نکلا ہے جو بڑا غلط ہے۔ اس لئے جو package کراچی کو دیا گیاہے، مجھے علم نہیں ہے کہ اس کی extent کیا ہے۔ اس وقت کیا ہوا ہے اور کتنا کام ہوا ہے لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ ان حالات کو بہتر کرنے کے لئے کراچی کے اندر بالخصوص اور صوبہ سندھ کے اندر بالعموم local body کے انتخابات بلا تاخیر کروانے چاہئیں تاکہ مقامی سطح کے اوپر لوگ اپنے مسائل حل کر سکیں۔

ساتویں چیز یہ ہے کہ سینٹ اور صوبائی اسمبلی کے اراکین کو ضمانتوں پر رہا کرنے کے لئے حکومت کو تعاون کرنا چاہیے ۔ اب اس وقت صورت یہ ہوگئی ہے کہ اشتیاق اظہر صاحب زیر حراست ہیں ، نسرین جلیل صاحبہ بھی زیر حراست ہیں ، باقی کچھ اراکین بھی زیر حراست

ہیں لیکن زیر حراست ہوتے ہوئے بھی، جب بھی کوئی نیا مقدمہ درج ہوتا ہے تو ان کا نام بھی اس میں لکھ دیا جاتا ہے ۔یہ اراکین کئی مہینوں سے زیر حراست ہیں لیکن جب بھی کوئی ایف آئی آر درج ہوتی ہے تو اس میں ان کا نام بھی لکھ دیا جاتاہے ۔ یہ جو مقدمات درج کرنے کا سلسلہ ہے ' اس کے بارے میں کسی دن خود حکومت یہ محسوس کرے گی کہ یہ بہت زیادہ مقدمات بنانا حکومت کے فائدے میں نہیں جاتاہے ۔ ایک وقت آتا ہے کہ لوگ اس بات سے بھی پھر جاتے ہیں ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر لیڈر آف دی اپوزیشن کے خلاف 142 مقدمات بنا دئے جاتے ہیں ' جس میں بغاوت کا مقدمہ بھی درج ہے ' یہ سلسلہ جاری رکھا جائے تو یہ ایک مذاق بن جاتا ہے ۔ اسی طریقے سے کسی پر تیس اور چالیس ' کسی کے اوپر پچاس ایسے مقدمے بنائے جاتے ہیں تو پھر مقدموں کی تعداد بے معنی ہو جاتی ہے ۔ پھر ایک ہی لفظ سامنے آتا ہے کہ یہ سراسر victimisation ہے ۔ اس کا طریقہ کار کیا ہے طریقہ کار یہ ہے کہ زاہد اختر کے والد اورسسر ایک ایک آدمی کے پاس جاتے ہیں ' وہ میرے پاس آتے ہیں کہ اس کا پتہ نہیں لگ رہا ہے کہ وہ کہاں ہیں اور ان کی صورت حال کیاہے ۔ ملاقات کی اجازت بھی نہیں ہے ۔

(مداخلت)

راجہ محمد ظفر الحق۔ میں اب کی بات نہیں کر رہا ہوں ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ ہم اس کے لئے ہائی کورٹ میں رٹ دائر کرتے ہیں ' سید ظفر علی شاہ ' ایم پی اے یہ رٹ دائر کرتے ہیں ۔ ایف آئی اے جواب دیتی ہے کہ وہ پشاور حکومت کی custody میں ہیں لیکن اس بات کا کسی کو بھی پتہ نہیں ہے کہ اس کو دوائی بھی مل رہی ہے یا نہیں ۔ تاہم کچھ عرصہ کےبعد وہ ٹیلیویژن پر آ جاتے ہیں اور یہ ایک سلسلہ چل نکلا ہے کہ وہ آدمیوں کو گرفتار کرتے ہیں اور بڑا سنگین الزام لگاتے ہیں کہ یہ وہ اصل لوگ ہیں جو جرم کرنے والے ہیں لیکن جس دن ٹیلی وژن پر آ کر اپنی جماعت کے خلاف ' اپنے قائد کے خلاف بات کرتے ہیں ۔ یہ کہ ان کے کہنے کے اوپر کرتے ہیں کس طرح کرتے ہیں ۔ یہ بات الگ ہے لیکن جونہی وہ بات کرتے ہیں تو پھر سارے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں ۔وہ بجائے اس کال کوٹھری میں پڑے ہونے کے پھر ان کو فیڈرل لاج میں لایا جاتا ہے اور پھر وہ ساری سہولتیں دے دی جاتی ہیں۔ یہ کیسا احتساب ہے یہ کیسا مقدمات کو چلانے کا کوئی طریقہ ہے کہ آپ کے مخالف ہو تو

وہ غدار بھی ہے ، سنگین مجرم بھی ہے اور ناقابل معافی بھی ہے اس کے رشتے داروں ، والد ، بیوی بچوں کسی کو ملنے کی اجازت نہیں ہے لیکن جب وہ ٹی ۔وی کے اوپر آ جاتا ہے اور شیو ہوئے اس کے بال ہوتے ہیں کلف لگی ہوئی اس کی قمیض ہوتی ہے اور جب وہ وہاں آ جاتا ہے تو پھر اس کے بعد وہ ایک انتہائی معززشہری ہو جاتا ہے ۔ یہ ایک ایسا طریقہ ہے جس سے حکومت کی کریڈبلٹی کے اوپر بہت اثر پڑا ہے اور اب تو سرکاری ذرائع ابلاغ کے اوپر کسی کو اتنا بھی اعتبار نہیں رہا کہ موسم کا حال بتاتے ہوئے بھی لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ٹی وی نے یہ کہا کہ بارش ہو گی ، یقیناً نہیں ہوگی اور اگر کہا ہے کہ موسم خشک رہے گا تو پھر شاید بارش ہو جائے ۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی اچھا طریقہ نہیں ہے لہذا میری ساتویں تجویز یہ تھی کہ ارکان سینٹ اور صوبائی اسمبلی کے ارکان کی ضمانتوں پر رہائی میں حکومت تعاون کرے تاکہ وہ لوگ باہر آئیں اور اکثر ہوتا یہ ہے کہ اس قسم کی situation کے اوپر جو کنٹرول جو " سنجیدگی" جو sobriety لیڈر اور elected ارکان اپنے follower کے اوپر exercise کر سکتے ہیں جتنا ان کے ساتھ بات کرنا آسان ہوتا ہے ، جتنا آپ کو اشتیاق اظہر کے ساتھ بات کرنا آسان ہوگا وہاں کراچی میں ایک عام آدمی کے ساتھ بات کرنا آسان نہیں ہوگا ، جتنا آپ آفتاب شیخ کے ساتھ بیٹھ کر آرام سے بات کر سکتے ہیں اتنا حیدر آباد میں کسی اور آدمی کے ساتھ بات کرنا آسان نہیں ہوگا ۔ جب یہ لوگ باہر آئیں گے تو پھر ماحول بھی سازگار ہوگا اور پھر ان کے ذریعے سے situation کو کنٹرول کرنا بھی بہتر ہوگا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں یہ ایک بہت نازک مرحلہ ہے ۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم سب at stake ہیں کیونکہ ملک at stake ہے ۔ یعنی اقتصادی ترقی ایک طرف سسٹم کا constitutional order کا ، اس ملک کی سلامتی کا مسئلہ بھی اس بات پر ہے کہ ہم جلدی سے جلدی کراچی کے ایشو کو حل کر لیں اور میں نے یہ سات تجاویز صرف اسی نیت سے دی تھیں کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان مذاکرات کی کامیابی کے لیے یہ ضروری ہوں گی ۔ میں یہ امید رکھتا ہوں کہ حکومت بھی ٹھنڈے دل سے انہی پر غور کرکے ان مذاکرات کو کامیاب بنانے کی واقعتاً کوشش کرے گی ۔ شکریہ ،

جناب چیئرمین۔ شکریہ جناب ، جناب اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر ۔ شکریہ جناب چیئرمین ، آج ایک بار پھر ہم نے کراچی کی

تشویش ناک صورت حال کے اوپر اپنی اپنی رائے اور جذبات کا اظہار کرنے کے لئے بحث شروع کی ہے ۔ جناب چیئرمین بنیادی نکتہ ہماری پریشانی اور تشویش کا یہ ہے کہ دہشت گردی کے واقعات ہو رہے ہیں ' لاقانونیت کے واقعات ہو رہے ہیں ۔ کچھ مسلح افراد ہیں جو کہ میرے کراچی کے معصوم بے گناہ شہریوں کو گولیوں کا ہدف بنا رہے ہیں اور جدید ترین اسلحہ کے ساتھ ایک mini insurgency کی صورت حال کراچی میں ہے جس کے اوپر ہم سب کو گہری تشویش ہے وہ بنیادی ہدف بحث کے دوران ہماری نگاہوں کے سامنے سے نہیں ہٹنا چاہیئے ۔ کیا اسباب ہیں اور وہ کیا وجوہات ہیں جن کی بنیاد پر میرے شہر کراچی کے امن کو برباد کیا گیا اور برباد کرنے والے کون ہیں ان کی نشاندہی ہونی چاہیئے اور برباد کرنے کے اسباب کیا ہو سکتے ہیں اس کے بارے میں بھی رائے زنی ہونی چاہیئے اور بنیادی مقصد آج ہم سب کا ہی نہیں بلکہ پورے پاکستان کے ہر شہری کا یہ ہے کہ کراچی میں ہر صورت میں امن و امان بحال ہونا چاہیے اور دہشت گردی کا خاتمہ ہونا چاہیے ۔ یہ میں صحیح کہہ رہا ہوں یا غلط کہ دہشت گردی کا خاتمہ ہونا چاہیے ' امن و امان بحال ہونا چاہیے ۔ مجھے دکھ اور افسوس ہے کہ میرے بہت سے بزرگ اور ساتھیوں نے اس بنیادی نکتے کا تذکرہ کیا ہی نہیں ہے کہ دہشت گردی کا خاتمہ ہونا چاہیے ۔ سات نکات تو کجا اٹھارہ نکات میں بھی کہیں دہشت گردی کے خاتمے کی بات نہیں کی گئی ۔ میرے اور دیگر جماعتوں کے اراکین نے گزشتہ اجلاس میں اسی ایوان میں کراچی کے بارے میں مختلف تجاویز دیں اس میں بھی یہ نہیں کہا کسی نے کہ دہشت گردی کا خاتمہ ہونا چاہیے ۔ تو میں یہ سمجھنے پر مجبور ہو رہا ہوں ' خدا نہ کرے کہ میں صحیح ہوں کہ کیا آپ دہشت گردی کو ایک جائز طریقہ جدوجہد تصور کرتے ہیں اگر آپ دہشت گردی کو قبولیت کا درجہ دیں گے اس کی acceptance کریں گے تو اس ملک سے دہشت گردی کبھی ختم نہیں ہوگی ۔ ہو ہی نہیں سکتی جب تک کہ آپ دہشت گردی سے اجتناب نہ کریں جب تک کہ آپ دہشت گردی کی مذمت نہ کریں ' جب تک کہ آپ دہشت گردوں سے عدم تعاون نہ کریں ' جب تک کہ عدم تشدد کی سیاست کے اوپر آپ یقین کامل نہ رکھیں ۔ یہ میری پہلی بنیادی بات ہے جس پر میں زور دینا چاہتا ہوں ۔ اس کے بارے میں قائد حزب اختلاف کی پوری تقریر میں ایک لفظ تک نہیں تھا ۔ فروعی باتیں ہیں ۔

جناب چیئرمین ! جب اس طرح کی محاذآرائی ہو ' مسلح کارروائیاں ہو رہی ہوں ۔ جب اس

طرح کی تباہی پھیل رہی ہو ، تو یہ فروعی باتیں ہیں کہ کسی ساتھی کے ساتھ، کسی میرے شہری کے ساتھ ، کسی جماعت کے میرے رہنما کے ساتھ یا کارکن کے ساتھ ، پولیس نے یا رینجرز نے کیا زیادتی کی ، بالکل ہوئی ہوگی میں اس سے اختلاف نہیں کرتا ۔ لیکن جو میرے لاکھوں شہریوں کے ساتھ ، روز ظلم و تشدد ہو رہا ہے اور ان کا راحت و سکون چھینا گیا ہے اس کے بارے میں مذمت نہ کرنا ، کتنی زیادتی کی بات ہے ۔ ایک فرد واحد کے خلاف جس کے ساتھ کسی پولیس والے یا رینجرز والے نے زیادتی کی ہے وہ اگرچہ غلط ہے زیادتی نہیں ہونی چاہیے اس کے اوپر تو پورا زور ہے ۔ اور جس نے میرے پورے شہر کے امن و امان کو برباد کیاہوا ہے میرے شہریوں کا دن کا چین اور رات کا سکون حرام کیا ہوا ہے ۔ ان دہشت گردوں کے خلاف ایک لفظ مذمت نہ کہنا ، دہشت گردوں کی سرپرستی کرنے کے مترادف ہے ۔ ہم کیاچاہتے ہیں اپنے شہر میں ہم چاہتے ہیں کہ دہشت گردی کا خاتمہ بھی ہو ، لیکن ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ دہشت گردی کی مذمت بھی ہو ۔ یہ کیا دو رائے ہیں یہ کہاں کا اخلاق ہے' یہ کہاں کا معیار ہے جناب یہ دہشت گردی کبھی اس ملک میں ختم نہیں ہوگی اگر آپ نے دہشت گردی کو کسی صورت میں قبولیت کا درجہ کسی بھی وجہ سے دیا۔

ہمارے اختلافات ہو سکتے ہیں جناب چیئرمین ! ہمارےمسلم لیگ سے اختلافات ہیں' کیا راجہ صاحب نے بندوق اٹھا لی' نہیں' کیا نواز شریف صاحب نے بندوق اٹھا لی' نہیں' کیا میرے اجمل خٹک صاحب نے بندوق اٹھا لی' نہیں' کیا جماعت اسلامی نے بندوق اٹھا لی' نہیں' کیا وہ بھی خندقیں کھود رہے ہیں' کیا وہ اپنے اپنے علاقوں کے اندر شہریوں کے اوپر دھماکے کررہے ہیں' کیا ہینڈگرینیڈ برسا رہے ہیں' کیا بم کے دھماکے کر رہے ہیں' کیا بجلی کے نظام کو تباہ کر رہے ہیں۔ نہیں' آپ کے اور ہمارے اختلافات ہیں جناب ! ہو سکتا ہے آپ کو بہت ساری جائز شکایات ہوں ۔ لیکن یہ طریقہ نہیں تھا۔ تو آپ نے صحیح طریقہ نہیں اپنایا ۔ حالانکہ پختونوں اور بلوچوں کے کلچر کا حصہ ہے اسلحہ ۔ رہا کراچی تو حمد و نعت پڑھتے تھے ہم تو غیر مسلح اور شائستہ اور مہذب ہونے پر ۔ آپ کے تو کلچر کا حصہ ہے ، پختون اپنے گاؤں سے باہر نہیں نکلتا جب تک کہ اس کے کندھے کے اوپر ایک اچھی سی بندوق نہ ہو ۔ اس کا وقار اور عزت اتنی ہی زیادہ ہوگی جتنی اچھی بندوق ہوگی اتنا بہتر وہ پختون مانا جاتا ہے ۔ لیکن کیا پختونوں نے اپنے اختلافات کی بنا پر کسی بھی وجہ پر انہوں نے بندوق اٹھائی نہیں اٹھائی۔ تو جناب

میں یہ مثالیں دینا چاہتا ہوں ۔ ان کی حکومت معزول ہوئی صوبہ سرحد میں ان کی حکومت معزول ہوئی۔ عدم اعتماد کی تحریک پاس ہوئی ۔ تو کیا انہوں نے وہاں پر بندوقیں اٹھا لی تھیں۔ نہیں اٹھائیں انہوں نے آئینی اور جمہوری راستہ اپنایا۔ وہ آج بھی ہم سے اختلاف کرتے ہیں ۔ ہم ان سے اختلاف کرتے ہیں کہ آپ کا الزام جو ہے وہ بے جا ہے ۔

جناب چیئرمین! بنیادی طور پر اس بات پر قوم میں consensus رکھنا پڑے گا ۔ اگر ہم دیانتداری سے دہشت گردی کے خلاف ہیں ہم اگر دیانتداری سے عدم تشدد کی سیاست پر یقین رکھتے ہیں، اگر ہم دیانتداری سے مسلح جدوجہد پر یقین نہیں رکھتے تو قوم میں consensus پہلے ہو کہ ہم کسی بھی حالات میں کسی بھی وجہ سے کسی بھی سبب پر کبھی بھی کسی دہشت گردی کے ہتھکنڈے کو نہیں اپنائیں گے ۔ تب امن و امان ہوسکتا ہے نہیں تو لاکھ مذاکرات ہو جائیں اگر نیت ہی یہ ہے کہ میں نے دہشت گردی سے اجتناب نہیں کرنا ۔ دہشت گردی کے راستے کو نہیں چھوڑنا تو جناب چیئرمین پھر آپ لاکھ مذاکرات کر لیں دہشت گردی جاری رہے گی۔ اسی لئے تمام نکات پر پچھلی دفعہ بھی میں نے بحث میں کہا تھا کہ خدارا قوم میں consensus پیدا کریں ۔ آپ حزب اختلاف میں ہوں میں حزب اقتدار میں ہوں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہم اپنے اختلافات کو مذاکرات کے ذریعے سے طے کرنے کی حیثیت رکھتے ہیں اور دہشت گردی جو ہے غیر اسلامی ہے ، غیرآئینی ہے، غیر انسانی ہے اور پاکستان دشمنی پر مبنی ہے ۔ اس کے اوپر میں چاہوں گا کہ قوم میں consensus ہو کہ دہشت گردوں کا مکمل سوشل بائیکاٹ ہو ۔ پہلے بھی میں نے اسی لئے اور وزیراعظم نے بھی کہا کہ بھائی اسلحہ چھوڑ دیں۔ لیکن کیا ہوتا ہے اس کا جواب۔ مجھے دکھ ہے افسوس ہے کاش کہ وہ پریس ریلیز لندن سے نہیں جاری ہوئی ہوتی مجھے اچھا لگتا کہ 21 جون 1995 کے " جنگ" لندن میں ، میری بدنصیبی تھی کہ میں اس وقت لندن میں تھا میری بدنصیبی ہے کہ میں نے اس کو پڑھا۔ کہ چاہے کتنی ہی فوجی قوت یہ گولیاں استعمال کرلیں ہتھیار ہم نہیں ڈالیں گے الطاف حسین۔ میں کہتا ہوں الطاف بھائی سے بھائی کون سا ایسا مسئلہ ہے جس کو آپ مذاکرات کے ذریعے سے طے نہیں کرسکتے۔ ایک بات اور وہ کون سا تم نے تیر مارا ہے دہشت گردی کرکے اور گولیاں چلاکر جو کہ تم نے حاصل کیا ہے وہ کون سا مفاد اور کون سا انعام اور کون سے عوام کے فلاحی کام ہیں جو آپ نے مسلح جدوجہد کے ذریعے سے حاصل کئے ہیں وہ مجھے بتا دیں ۔ جو terrorism, کے ذریعے سے آپ نے حاصل کیا

ہے اس کا کیا فائدہ کراچی کے یا اردو بولنے والوں کو پہنچا یا مجھے اس کا نام بتادیں کہ اس سے فائدہ کیا ہوا ۔ سب بربادی ہوئی ۔ یہ terrorism اور terrorist activities سے تو کراچی کی بربادی ہوئی ہے ۔ کراچی میں تو ہمارے اردو بولنے والے ہی نہیں دیگر صوبوں کے لوگوں کو بھی ملازمتیں ملی ہیں ۔ اور روزگار کے مواقع فراہم ہوئے ہیں ۔ اور ہوتے رہے ہیں اور آج بھی ہیں ۔ ہم کہتے رہے ہیں ایک تو یہ کہ دہشت گردی سے مکمل طور پر اجتناب کیا جائے ۔ جب تک اس پر عہد نہیں ہو گا جب تک اس پر دیانتداری سے یقین نہیں رکھیں گے دہشت گردی کا خاتمہ ممکن نہیں ہے ایک بات۔

دوسری بات یہ کہ یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ یہ جو دہشت گردی کے واقعات ہو رہے ہیں وہ کچھ حکومت کے اقدامات کی وجہ سے ہیں ۔ اس کے خلاف بطور احتجاج پرتشدد کارروائی کی جا رہی ہے ۔ جناب یہ تاثر بالکل غلط ہے ۔ بالکل بے بنیاد ہے ۔ اس کے اسباب کیا ہیں 1985 میں تو پیپلز پارٹی کی حکومت نہیں تھی ۔ انہی دہشت گردوں کے اپنے من پسند مقبول زمانہ جنرل ضیاء الحق کی حکومت تھی ۔ بقول ان کے جنرل ضیاء کی حکومت تھی غوث علی شاہ کی حکومت تھی۔ بشریٰ زیدی کیس کے واقعہ کے بعد سے لے کر جو مسلسل دہشت گردی کے واقعات شروع ہوئے ہیں اور آج تک جاری ہیں اس وقت پیپلز پارٹی کی حکومت تو نہیں تھی ۔ بلکہ جب پیپلز پارٹی کی حکومت آئی تو جناب چیئرمین ہم نے فوری طور پر شہری اور دیہی سندھ میں ہم آہنگی اور مفاہمت کی فضاء پیدا کرنے کے لیے ' باوجود اس کے کہ ہمیں سندھ حکومت میں دو تہائی نمائندگی حاصل تھی ہم نے ایم کیو ایم کے ساتھ نہ صرف بامقصد مذاکرات کیے بلکہ معاہدہ کراچی بھی کیا ۔ جناب والا' جتنے واقعات ہوئے' 1985 سے لے لیں ' آپ کہتے ہیں جوڈیشل کمیشن ہو' جوڈیشل کمیشن مختلف تحقیقاتی رپورٹیں حکومت کو پیش کر چکے ہیں ۔ 1985 میں بشریٰ زیدی کیس میں جوڈیشل کمیشن بیٹھا۔ علی گڑھ کالونی میں 13 December, 1986 کو واقعہ ہوا اس پر judicial commission بیٹھ چکا ہے ۔ Hyderabad carnage Peoples Party میں نہیں ہوا تھا یہ واقعہ 30 September, 1988 کو ہوا اس پر جوڈیشل کمیشن بیٹھ چکا ہے اور جناب چیئرمین ' جب 7 February1990 کی کارروائی کے بارے میں جو ایک منحوس ہڑتال کرکے میرے شہر کراچی اورحیدرآباد میں تباہی اور بربادی دہشت گردوں کے ہاتھوں پھیلائی گئی تھی' ہم نے جوڈیشل کمیشن بٹھایا اس کو بعد میں جاری نہ رکھا گیا۔ پکا قلعہ کے بارے میں الزام لگایا گیا کہ پیپلز پارٹی

نے اردو بولنے والوں کا قتل و خون کیا ہے 27 February, 1990 کو پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا جوڈیشل کمیشن ہماری حکومت نے فوری طور پر بنایا تھا اس میں چاروں صوبوں کی ہائیکورٹس کے Chief Justices یا ان کے نمائندے اور سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے اوپر مشتمل کمیشن بنایا گیا تھا۔ جناب چیئرمین میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب ہماری حکومت گئی تو ان دونوں جوڈیشل کمیشنز کو معطل کرنے والے کون تھے ۔ اگر پکے قلعے کے واقعہ کی ذمہ دار پیپلز پارٹی تھی تو پھر اس جوڈیشل کمیشن کو ختم کرنے والے تو خود جام صادق علی اور ایم کیو ایم کی حکومت کے نمائندے تھے ۔ اس جوڈیشل کمیشن کو کام نہیں کرنے دیا گیا' کیوں نہیں کرنے دیا گیا ، کیونکہ صاف ظاہر ہو جاتا کہ پیپلز پارٹی مبرا ہو کر ان کے الزام اور پروپیگنڈے سے بچ جاتی اس لیے اس کو کام نہیں کرنے دیا گیا کیونکہ پیپلز پارٹی کے ہاتھ مہاجروں کے خون سے نہیں رنگے ہوئے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ لاکھ جوڈیشل کمیشن بٹھا دیئے جائیں ، چھ جوڈیشل کمیشن ہیں ، جسٹس عبدالحئی قریشی کا جوڈیشل کمیشن ہے ، سجاد علی شاہ کا جوڈیشل کمیشن ہے ، حیدر علی پیرزادہ کا جوڈیشل کمیشن ہے ، جسٹس تہیئم کا جوڈیشل کمیشن ہے ۔ چھ جو ڈیشل کمیشن پہلے ہو چکے ہیں اور دو جوڈیشل کمیشن جو ہم نے بٹھائے تھے بعد میں نگران حکومت نے ان کو مزید کارروائی کرنے سے روک دیا۔ اس لیے روک دیا کہ ان کے الزامات غلط ہو جاتے۔ جوڈیشل کمیشنوں سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ مسئلہ حل کرنے کے لیے بنیادی ضرورت ہے کہ نیت صاف ہو ، دل صاف ہو ، تشدد سے نفرت ہو اوردہشت گردی کے خلاف ایک پورا consensus ہو تب تو ہو سکتا ہے ویسے آپ لاکھ چیزیں کرلیں نہیں ہو سکتا۔

تیسری بات یہ ہے کہ 1990 سے آگے بڑھیں اس وقت میری یہ proposition تھی کہ یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ دہشت گردی کے واقعات پیپلز پارٹی کی حکومت کے کسی فیصلے یا اقدام کے خلاف بطور احتجاج کیے جا رہے ہیں جو کہ بالکل غلط ہے کیونکہ August 6, 1990 کے بعد پیپلز پارٹی کی حکومت نہیں تھی۔ 1990 کے انتخابات کے بعد پیپلز پارٹی کی حکومت نہیں تھی۔ یہ ڈیڑھ سال 27th May, 1992 تک جو واقعات ہوئے اس وقت پیپلز پارٹی کی حکومت نہیں تھی تو وہ کیا وجوہات تھیں' وہ کیا اسباب تھے کہ ایم کیو ایم کی اپنی اتحادی جماعت جناب نواز شریف کی مسلم لیگ نے آرمی آپریشن کیوں شروع کیا' کیا اس وقت پیپلز پارٹی کو حکومت تھی اس وقت کیوں تشدد ہو رہا تھا اس وقت کیوں لوگوں کو اذیت خانوں کے اندر drill کیا جا رہا

تھا' اس وقت کیوں اپنے مخالفین کو بدترین دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا تھا تو میرا کہنا یہ ہے کہ وہ کیا محرکات تھے جس کی بناپرمسلم لیگ کی حکومت نے، نواز شریف نے چودہ ایم۔ کیو۔ایم کے اراکین کی حمایت سے دست بردار ہونا پسند کیا اور آرمی آپریشن کو ضرور شروع کیا۔ میرا یہ کہنا ہے کیونکہ اقتدار میں رہ کر انہوں نے ریاستی مشینری کو اپنے دہشت گردی کے مقاصد کے لئے استعمال کیا تھا اسلئے آپ کو آرمی آپریشن شروع کرنا پڑا۔

چوتھی بات کہ بھئی پیپلز پارٹی نے ایم کیو ایم حقیقی کو جنم دیا ہے ' یہ تو جون 1992 میں پیدا ہوئی تھی اور جنوری سے ان کے اختلافات چلے آ رہے تھے اس وقت تو پیپلزپارٹی نہیں تھی۔ آرمی آپریشن جس وقت شروع ہوا ہے اور ایم کیو ایم حقیقی اور ایم کیو ایم الطاف میں جو محاذ آرائی ہوئی ہے اس وقت تو پیپلز پارٹی نہیں تھی تو آپ خدا را ان ناقابل تردید حقائق سے انحراف نہ کریں۔ آج جو دہشت گردی جاری ہے اس کا سلسلہ اس وقت سے ہے جب کہ لسانی جماعتوں نے جنم لیا اور لسانی جماعتوں کا جنم جنرل ضیاء الحق کی پالیسی کے تحت عوام کو تقسیم کرو اور لڑاؤ کے تحت 1983 کی تحریک بحالی جمہوریت کے بعد ان کو 85-1984 میں ان کو جنم دیا گیا۔ جب سے یہ لسانی جماعتیں وجود میں آئی ہیں میرے شہریوں کو ' بیوائیں ،یتیم ' جلے ہونے گھر ' بند کارخانے اور بند دکانوں کے علاوہ کچھ نہیں ملا۔ تو میرا یہ کہنا ہے کہ حقیقتیں صاف واضح ہوں۔ 1992 میں جب آرمی اپریشن شروع ہوا ہے تو اس وقت ہماری حکومت نہیں تھی۔ ایم کیو ایم حقیقی کو بنانے والے مسلم لیگ کی حکومت تھی۔ ان میں تقسیم پیدا کرنے والی مسلم لیگ تھی۔ لسانی جماعتوں کو جنم دینے والے جنرل ضیاء الحق اور اس کی حواری جماعتیں تھیں ہم نہیں تھے۔ پیپلز پارٹی کو کیوں نا کردہ گناہوں کا الزام دیا جا رہا ہے تو ان حقیقتوں کا جب تک تفصیلی تجزیہ انتہائی غیر جانبدار طور پر دیانتداری سے نہیں کریں گے کراچی کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔

اب 1992 کے بعد آ جائیں۔ جناب 1993 میں Caretaker Government کے ساتھ بھی یہی مطالبات تھے۔ پیپلزپارٹی نے ایم کیو ایم کو قومی اسمبلی کے انتخابی عمل سے روکنے کا کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ یہ ان کا فیصلہ تھا۔ اشتیاق اظہر صاحب یہاں موجود ہیں اور میرے بھائی آفتاب شیخ صاحب بھی موجود ہیں آپ ان کے بیانات پوچھ لیں انہوں نے کہا تھا کیئر ٹیکر گورنمنٹ کو معین قریشی کو لانے والا معاہدے پر جس کا آپ کو بہتر علم ہے بینظیر بھٹو کے

دستخط نہیں ہیں ۔ ان چار کے دستخطوں پر بینظیر بھٹو شامل نہیں ہے ۔ معین قریشی کو لانے والوں میں چیف آف آرمی سٹاف ، صدر مملکت ، معین قریشی ، نواز شریف شامل ہیں ۔ معین قریشی سے ان کا مطالبہ یہ تھا کہ جناب جب تک ہمارے تمام کارکنوں اور رہنماؤں کو رہا نہ کیا جائے اس وقت تک انتخاب کا منصفانہ انعقاد ممکن نہیں ہے اسلئے اگر آپ یہ چاہتے کہ ہمیں پوری آزادی سے حصہ لینے کی اجازت دی جائے ، معین قریشی نے ان کا یہ مطالبہ نہیں مانا ۔ اس کے اوپر انہوں نے نیشنل اسمبلی کے انتخابات کا بائیکاٹ اس لئے کیا تھا کہ وہ یہ غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ اگر وہ بائیکاٹ کریں گے تو وہ پورے ملک میں نیشنل اسمبلی کے انتخابات نہیں ہونے دیں گے لیکن جب انتخابات ہو گئے تو انہوں نے اپنے فیصلے کو تبدیل کیا ان کو روکنے والی پیپلز پارٹی تو نہیں تھی بھائی ہمیں کیوں موردالزام ٹھہراتے ہو۔ ہم تو حصہ لیں گے اور بالکل لیں گے۔ ہم نے 1985 میں بائیکاٹ کیا تھا اور انتخابات تو ہو گئے تھے ، وہ جیسے تھے ہم نے تو پوری قومی سطح پر تمام جماعتوں نے مل کر بائیکاٹ کیا تھا اور غیر جماعتی تھے ۔ ہم نے 1990 میں انتخابی عمل میں کیا ہمارے 1990 میں کیا ہمارے رہنما اور کارکن آزادی سے حصہ لے رہے تھے ہمارے تمام رہنماؤں اور کارکنوں کو جیلوں میں جانا پڑ رہا تھا مقدمات کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا اور ایک نہیں ۔ ایک ایک، دو دو درجن مقدمات کا سامنا پشاور سے لے کر کراچی کی مختلف عدالتوں میں ہمیں کرنا پڑ رہا تھا ہم نے پھر بھی 1990 کے انتخابات کا بائیکاٹ نہیں کیا ہم نے حصہ لیا ۔ لاکھ ہمارے ساتھ ناانصافی ہوئی ہم نے سیاسی عمل سے اجتناب کبھی نہیں کیا تو بھئی جب آپ نے خود ہی وہ حماقت کی ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

Syed Iqbal Haider: No, I am sorry.

اگر آپ نے خود ہی وہ فیصلہ(-----) کیا ۔ چلیں سیاسی فیصلہ(-----) کیا تو پھر اس کا الزام ہمیں نہ دیں ۔

جناب چیئرمین۔ لفظ (-----) کارروائی سے expunge کیا جاتا ہے۔

سید اقبال حیدر۔ میں نے خود ہی وہ withdraw کر لیا ہے۔ میں تو چاہتا ہوں کہ

+ [لفظ بحکم جناب چیئرمین حذف کیا گیا]

مسئلے حل ہوں مسئلے بڑھیں نہیں ۔ صرف یہ ہے کہ حقیقتیں صاف اور واضح رہیں ۔ اس میں میری گزارش یہ ہے جناب چیئرمین کہ یہ جو شکایتیں ہیں جو میرے بزرگ اور بھائی لیڈر آف دی اپوزیشن نے پیش کیں وہ فروعی قسم کی ہیں ۔ ہمیں اصل بات کے اوپر آنا چاہئے اس کے اوپر consensus کرنا چاہئے ۔ ہم نے کب ایم کیو ایم کو کہا ہے کہ ہم ان کا mandate نہیں مانتے یہ مفروضہ بھی غلط ہے ۔ اور یہ بھی ایک غلط تاثر ہے کہ پیپلز پارٹی مذاکرات پر یقین نہیں رکھتی ۔ ہم تو جب سے اکتوبر 1993 کے انتخابات ہوئے ہیں اس وقت سے ان کے ساتھ مذاکرات کر رہے ہیں اور مختلف ٹیمیں بنیں ۔ تو یہ مفروضہ اور یہ تاثر بھی غلط ہے کہ پیپلز پارٹی نے کبھی ایم کیو ایم سے مذاکرات کرنے کی کوشش ہی نہیں کی ' غلط بات ۔ اکتوبر 1993 سے مسلسل مذاکرات کا عمل جاری ہے لیکن کچھ ایسے نکات ہیں جو کہ ناقابل قبول ہیں وہ ہے صرف مقدمات کا مسئلہ ۔ باقی 18 نکات میں بہت سارے قابل قبول مطالبات بھی ہیں اور ان کے اوپر بالکل دیانت داری کے ساتھ ہمارے مذاکرات ہو سکتے ہیں اور ہونے چاہئیں کیونکہ جہاں تک عوام کے مسائل کا تعلق ہے اس کے اوپر تو ہم مذاکرات کرنے کو تیار ہیں ۔

جہاں تک کراچی کے نوجوانوں کا تعلق ہے ان کی فلاح و بہبود کا تعلق ہے میرے کراچی کی سہولتوں کا تعلق ہے اس پر تو کوئی مسئلہ ہے ہی نہیں بالکل ہونے چاہئیں ۔ مجھے تو خوشی ہے کہ انہوں نے کہا بھئی مہاجروں کے خلاف آپریشن بند کئے جائیں' پہلا مطالبہ ۔ تو ہمارا آپریشن کسی مہاجر کے خلاف نہیں ہے ۔ ہمارا آپریشن دہشت گردوں کے خلاف ہے خدا کے واسطے یہ کہہ کر مہاجروں کا نام نہ بدنام کریں کہ مہاجروں کے خلاف آپریشن ۔ بابا مہاجر دہشت گرد نہیں ہیں آپ کیوں انہیں دہشت گردی کا طعنہ دیتے ہیں .ہمارا آپریشن دہشت گردوں کے خلاف ہے چاہے اس کا رنگ' نسل' زبان' مذہب کچھ بھی کیوں نہ ہو دہشت گرد دہشت گرد ہی ہے اس کے خلاف آپریشن جاری رکھنا میں کہوں گا ہمارا قومی فریضہ ہے ۔ تو خدا کے واسطے یہ کہنا کہ مہاجروں کے خلاف آپریشن ختم کرو اور بلوچوں اور سندھیوں کے خلاف جاری کر دو کیا اس کا تو مطلب یہی ہے ۔ اور کیا خدا نخواستہ مہاجر دہشت گرد ہیں آپ کیوں انہیں دہشت گرد بنا رہے ہیں ہم سے زیادہ مہذب تو کوئی تھا ہی نہیں یہ تو الطاف بھائی نے ہماری ناموس اور ہمارے وقار کو ٹھیس پہنچائی ہے ۔ ہم سے زیادہ مہذب کوئی نہیں تھا ۔ زبان میں بھی اخلاق میں بھی ۔ ہر لحاظ سے سیاسی طور پر بھی ۔ مجھے فخر ہے اردو بولنے والا ہونے پر ۔ ہماری تو ناموس اور

ہمارے وقار اور ہماری reputation کو جتنا دھچکا الطاف حسین نے پہنچایا ہے خدا کی قسم مجھے رونا آتا ہے ہمیں دہشت گردوں کے نام سے پہچانا جانے لگا ہے اور یہ خود کہتے ہیں کہ یہ دہشت گرد ہیں ۔ تو ہمارا آپریشن دہشت گردوں کے خلاف ہے ۔دوسری بات ' تو پہلے نکتے کے اوپر کوئی اعتراض نہیں ہے ہم نے تو مہاجروں کے خلاف آپریشن کیا ہی نہیں ہے اور ایک بات دہشت گردی کے خلاف آپریشن ہے تو اردو بولنے والے اور تمام شہریوں کو اس کو welcome کرنا چاہئے کیونکہ دہشت گردوں کو کون پسند کرتا ہے مجھے بتا دیں آپ پہلے تو----- کون شخص ہے جو کہہ سکتا ہے کہ دہشت گردی جاری رہنی چاہئے ۔ دوسرا مطالبہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں اور سینٹ میں مہاجر نمائندگی اصل آبادی سے کم ہے' ہو سکتا ہے یہ ہو ۔

جناب چیئرمین۔ بہر حال یہ تو تفصیلی بات ہے ناں ۔ آپ اپنی تجویز دیں ناں ۔

سید اقبال حیدر ۔ میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ مسئلہ کوئی ہے ہی نہیں ' میں یہ ثابت کرنا چاہ رہا ہوں ۔ انہوں نے کہا مردم شماری ' میں کہتا ہوں بالکل بجا طور پر انہوں نے کہا ہے مردم شماری فوری طور کرائی جائے تمام لسانی گروہوں کو تمام صوبوں کو ان کی آبادی کے مطابق نہ صرف یہ کہ نمائندگی ملنی چاہئے بلکہ صوبوں کے اور مرکزی حکومت کے اور تمام لوکل باڈیز میں بھی ان کو پورے پورے اختیارات اور ان کے وسائل ملنے چاہئیں ۔اس پر کوئی دو آراء ہو ہی نہیں سکتیں۔ میری پارٹی کا تو منشور ہے کہ لوکل گورنمنٹ کو ہم مضبوط اور بااختیار بنانا چاہتے ہیں۔ آئیں ہم لوکل گورنمنٹ بناتے ہیں آپ کے نمائندے اگر ڈسٹرکٹ سینٹرل میں زیادہ ہیں آپ بااختیار ہوں ۔ آئیں اس مسئلے کو حل کرنے کا ہمارے پاس فارمولا موجود ہے ۔ آپ اس پر بات کریں کہ لوکل گورنمنٹ کو مضبوط بنایا جائے ۔ ڈسٹرکٹ سینٹرل میں آپ کی نمائندگی ہے تو آپ اس کے خودمختار ہوں ٹیکس بھی آپ جمع کریں ۔ بھتے وصول کرنے کی بجائے ٹیکس لیگی کلیم کریں ۔ اپنی درسگاہوں میں ایگزامینیشن سنٹر میں ایگزامینیشن کرانے کی بجائے وہاں پر ایمانداری سے امتحانات کے انعقاد کو یقینی بنائیں ۔ تعلیمی اداروں میں klashnikov culture کی بجائے تعلیمی ماحول کی بحالی کے لیے آپ وہاں پر عمل کریں ۔ یہ تو میرے منشور کا حصہ ہے ۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو بہتر کرنا ۔یہ تو میرے منشور کا حصہ ہے ۔ ہم تو خود کہتے ہیں ۔ آیئے ہمیں census کروانا چاہئے تاکہ یہ غلط بیانی کے دعوے ۔ کوئی کہتا ہے میں دو کروڑ ہوں۔ کوئی کہتا

ہے میں تین کروڑ ہوں ۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں جناب چیئرمین کہ یہ جو claim ہیں مختلف آبادیوں کے بارے میں جس کی وجہ سے تنازعہ پیدا ہوتا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ آپ ان کی ڈیمانڈ کی تفصیل میں چلے گئے ہیں ۔

سید اقبال حیدر ۔ نہیں ڈیمانڈ کی تفصیل نہیں ہے ۔ ثابت کرنا چاہ رہا ہوں کہ

census is one of the formula for resolving the polarization issue between various ethnic groups and provinces and we must extend co-operation and support for holding census at the earliest possible date in a manner that is acceptable and that is transparent and fair and without any doubt. Let us cooperate with each other. I appeal to MQM, I appeal to the Leader of the Opposition and his political party and all political parties in opposition that the process of census should be completed at the earliest possible date so that we may draw the actual entitlement of each province and each ethnic group in a province. Thirdly, local bodies elections are also connected with the Sindh. and in 1991 local bodies had lost its mandate.

کیا بات کرتے ہیں اس طرف سے کہ مینڈیٹ نہیں تسلیم کیا جاتا ۔ دوسری طرف جب حکومت میں تھے تو ۸۷ء کے انتخابات جب ہونے تھے

جناب چیئرمین۔ وائنڈ اپ کریں ۔

سید اقبال حیدر ۔ اچھا جناب مجھے ختم کرنے دیں ۔ پھر آپ بات کر لیجیے گا ۔ میری صرف دو تین تجاویز ہیں ۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ ایم کیو ایم کے تمام مطالبات کا جواب آج ہی دے دیا جائے ۔

سید اقبال حیدر۔ نہیں جناب میں آج نہیں دے رہا ہوں ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ این ڈی خان صاحب کا یہ مسئلہ ہے ۔ وہ کریں گے ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ کافی ہو گیا ہے جی ۔ اب آدھ گھنٹہ ہو گیا ہے ۔

سید اقبال حیدر ۔میری صرف تجویز یہ ہے ۔

clear declaration against terrorism clear commitment that no protection of any kind will be provided to any terrorist ;clear commitment that we surrender arms and we do not believe in arms struggle and no question of these cases exists if they claim that the cases are baseless then let the court decide it. And with regard to representation of the Urdu speaking , with regard to the political representation and development work for the Urdu speaking and in the Karachi let me tell you that Sindh Annual Development Budget is of 13.7 billion. Karachi has been allocated 7.3 billion rupees. It is in addition to the allcoation given in the Karachi Package of 8 billion rupees. So, as far as the work of development is concerned we are worried. Let us, if we love our people , if we love our Karachi, if they claim that they have concern then let us resolve to restore peace and stop this agitation, you can have a 'hartal'. There was 'hartal' several times but no killing of the people. Surrender arms and let us talk, and we can resolve it but if the objective is the welfare of the people of Karachi then they msut condemn and surrender arms and refrain from terrorism. And lets sit down and sincerely resolve our differences through negotiations which I am confident negotiation will succeed with the sincerety of the purpose and we are prepared to commit every thing for the people of the Karachi. Thank you very much.

جناب چیئرمین۔ جی جناب پروفیسر ساجد میر صاحب۔

پروفیسر ساجد میر ۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم، شکریہ جناب چیئرمین، جناب والا کراچی کے خراب سے خراب تر ہوتے ہوئے حالات ہر محب وطن کے لئے باعث تشویش ہیں۔ ہر سوچنے

سمجھنے والا آدمی دل گرفتہ ہے اور وہ کیفیت ہو چکی ہے۔ کہ

آنسو تھے سو خشک ہوئے، دل ہے کہ امنڈا آتا ہے
ایک گھٹا سی چھائی ہے جو کھلتی ہے نہ برستی ہے

جناب والا! اس سلسلے میں حکومت کا موقف over simplification کی اور سادگی اور پرکاری کی بدترین مثال ہے جس کی وضاحت ابھی ہمارے سامنے جناب اقبال حیدر صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ دی ہے۔ حکومت کا موقف یہ ہے کہ کراچی میں صرف اور صرف دہشت گردی کا ایک مسئلہ ہے کچھ لوگوں نے دہشت گردی پھیلا رکھی ہے اور حکومت کا یہ فرض ہے کہ اس دہشت گردی کو ختم کریں۔ جناب والا! مسئلہ اتنا سادہ نہیں ہے اس کو oversimplify کیا گیا ہے۔ اس کا ایک اخلاقی پہلو ہے، اس کا ایک سیاسی اور جمہوری پہلو ہے، اس معاملے کا ایک انسانی پہلو ہے، اسی معاملے کا ایک قومی پہلو بھی ہے، اسی معاملے کا ایک منطقی اور logical پہلو بھی ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ ان تمام پہلوؤں پر بڑے ہی اختصار کے ساتھ اپنی گزارشات پیش کر سکوں۔

کراچی کے مسئلے کا moral aspect یہ ہے کہ ہم یہ سوچیں کہ دہشت گردوں کو، جتنے بھی ہیں اور جو بھی ہیں، ان کو دہشت گرد کن حالات نے بنایا ہے۔ جیسا کہ اقبال حیدر صاحب نے کہا کہ ہم کسی قیمت پر دہشت گردی condone کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں لیکن اس وضاحت کے ساتھ کہ دہشت گردی خواہ ریاستی جبر کے بل بوتے پر ہو اور خواہ لوگوں کی طرف سے عوام کی طرف سے یا ان کے ایک سیکشن کی طرف سے ہو، دونوں طرف سے ہونے والی دہشت گردی قابل مذمت ہے اور اس کے ساتھ یہ وضاحت بھی ضروری ہے جناب ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ کچھ لوگوں نے اگر ہتھیار اٹھائے ہیں تو وہ ایسا کرنے پر کیوں مجبور ہوئے ہیں۔ بات کچھ مطالبات سے شروع ہوئی، کچھ محرومیاں تھی جنھوں نے مطالبات کی شکل اختیار کی، ان کو پورا کرنے کا مطالبہ ہوا۔ گذشتہ کئی حکومتوں نے اور پھر اس حکومت نے بالخصوص ان کو پورا کرنے اور ان شکایات اور غلط فہمیوں کا یا مطالبات کو پورا کرنے یا ان کا ازالہ کرنے کی کوشش نہیں کی۔ جس کے نتیجے میں ایک ردعمل پیدا ہوا۔ میں پھر گزارش کروں گا کہ میرا مقصد دہشت گردی کی حمایت یا اس کو condone کرنا نہیں ہے۔ لیکن اس پس منظر کو ضرور سمجھنا چاہیئے اور یہاں میں یہ اضافہ کرنا چاہوں گا جناب کہ ہمیں اخلاقی طور پر فرق کرنا ہوگا۔ terrorist pure and

simple میں اور اس terrorist میں جس نے اپنی جدوجہد کا آغاز تو سیاسی طور پر کیا تھا۔ لیکن جب آپ نے اس کے لئے تمام پولیٹیکل ایونیو بند کئے تو اس کے کچھ ساتھیوں نے اس کے کہنے پر یا اس کے کہنے کے بغیر' اس کے کچھ ساتھیوں نے مجبور ہو کر کہ پولیٹکل ایونیو بند ہے عدالتوں سے انصاف نہیں ملتا۔ حکومت سے انصاف نہیں ملتا' مطالبات پر کان دہرنے کو کوئی تیار نہیں ہے۔ ان حالات میں مجبور ہو کر اگر کسی نے ہتھیار اٹھائے ہیں تو وہ اس دہشت گرد سے مختلف ہو گا جس کا مقصد کوئی سیاسی نہیں ہے جس کے پیچھے کوئی سیاست دان نہیں ہے۔

جناب تاریخ میں اور خاص طور پر حالیہ تاریخ میں اس کی بہت سے مثالیں ہیں میں تفصیل میں نہیں جاتا۔ میں صرف نیلسن منڈیلا کی مثال پیش کرتا ہوں وہ ایک proclaim terrorist رہا ہے۔ لیکن اس کی جدوجہد کا آغاز terrorism سے نہیں ہوا۔ سیاسی جدوجہد سے ہوا جب اس کے لئے جنوبی افریقہ کی گوری حکومت نے نسل پرست حکومت نے تمام پولیٹیکل ایونیو بند کئے اور اسے عدالتوں سے بھی انصاف نہیں ملا تو اس کے کچھ لوگوں نے اس کے کہنے پر یا اس کے کہنے کے بغیر ہتھیار اٹھائے قتل و غارت کا سلسلہ شروع کیا۔ اس سلسلے میں وہ بھی قابل الزام ہیں۔ میں پھر کہتا ہوں ۔ لیکن وہ بھی قابل الزام ہیں جو یہاں تک لے کر آئے اور جنہوں نے مجبور کیا انہیں اس بات پر کہ وہ سیاسی جدوجہد کا راستہ چھوڑ کر ہتھیاروں کی زبان میں بات کریں اور ہتھیار اٹھائیں ۔ دور کیوں جائیں جناب والا ۔ ہمارے ملک میں مثال موجود ہے کہ اگر پیپلز پارٹی اور الذوالفقار میں اس وقت کی حکومت نے خط امتیاز کھینچا اور اب بھی خط امتیاز کھینچ لیا گیا ہے۔ تو ایم کیو ایم میں کچھ دہشت گرد شامل ہیں تو ان میں اور ایم کیو ایم کی سیاسی قیادت کے اندر کیوں ایک line of demarcation نہیں کھینچی جا سکتی ۔ ان میں فرق کیوں نہیں کیا جا سکتا اور ان سے بات کیوں نہیں ہو سکتی ۔ صرف اس لیے کہ ان کے کچھ لوگ مجبور ہو کر ہتھیاروں کی زبان میں بات کر رہے ہیں ۔ آپ نے الذوالفقار اور پیپلز پارٹی میں فرق کیا ۔ آپ کچھ مہاجر دہشت گردوں اور مہاجروں کی ایک مانی ہوئی مسلمہ سیاسی قیادت میں بھی امتیاز کریں ۔ ان کے اندر بھی فرق کرنا سیکھیں ۔

جناب والا! اس معاملے کا دوسرا پہلو میرے نزدیک پولیٹکل ہے اور ڈیموکریٹک ہے ۔ سیاسی اور جمہوری ہے ۔ ہمارے ان مہاجر بھائیوں کو کراچی بلدیہ کے اندر نمائندگی حاصل نہیں ۔ قومی اسمبلی کے اندر نمائندگی حاصل نہیں ۔ ان کے جو صوبائی اسمبلی کے ممبرز ہیں ۔ جناب وہ

مسلسل خوف و ہراس کا شکار ہیں اور انہیں ان کے سیاسی کردار کے ادا کرنے سے روکا گیا ہے ۔ ہارس ٹریڈنگ کے ذریعے ان میں سے کچھ لوگوں کو خریدا گیا ہے اور حکومت بنانے میں ان کو خریدا گیا ہے ۔ ان کی صوبائی حکومت کے قیام کے فوراً بعد ان کو خریدا گیا ہے اور مزیدکو خریدنے کی کوشش کی گئی ۔ جس سے ردعمل پیدا ہوا ۔ سیاسی طور پر جناب سندھ میں ایک اور مسئلہ ہے جس کا سامنا پاکستان کے کسی اور صوبے کو نہیں ہے ۔ وہاں Urban اور Rural کی ایک واضح تقسیم ہے۔ اربن سندھ کا مینڈیٹ کسی اور کو حاصل ہے ۔ رورل سندھ کا مینڈیٹ کسی اور کو حاصل ہے۔ جناب یہاں سیاست ، جمہوریت کے ٹیکسٹ بک فارمولے کام نہیں دیں گے۔ ٹیکسٹ بک فارمولا یہ ہے کہ اکثریت کو حکومت کرنے کا حق ہونا چاہیئے لیکن جب ایک بہت بڑا طبقہ ، ایک پوری کلاس ، جو ایک کروڑ سے زائد افراد پر مشتمل ہے جناب۔ جب آپ اسے محروم کریں گے سیاسی نمائندگی سے ، حکومت میں اشتراک اور پاور شیئرنگ سے۔ صوبہ سندھ کے اندر ، تو جناب اس سے مسائل پیدا ہوں گے ۔ اس سلسلے میں ساؤتھ افریقہ ہمارے لیے ایک مثال کا کام دیتا ہے ۔ کون سے وہ مظالم ہیں جو گوری اقلیت نے کالی اکثریت پر نہیں ڈھائے ۔ لیکن اب صورت حال کیا ہے ۔ یہاں دستور بننے کے بعد وہ گورے جو بیس فیصد بھی نہیں ہیں ، تعداد کے لحاظ سے شاید سولہ فیصد ہیں ۔ ان کو دستوری طور پر تحفظ دیا گیا اور ان کا ایک نائب صدر لیا گیا ۔ اس لیے کہ حکومت ان کو ساتھ لے کر چلنا چاہتی تھی ۔ انہوں نے یہ اصول apply نہیں کیاکہ ہماری اکثریت ہے ہم جس طرح چاہیں حکومت بنائیں ۔ اسی طرح جناب ملائشیا کی مثال ہمارے سامنے موجود ہے ۔ جہاں سے وزیر اعظم صاحبہ ابھی ہو کر آئی ہیں ۔ وہاں کے جو وزیر اعظم ہیں مہاتیر محمد ، ان کی پارٹی اکیلی رول کر سکتی ہے پورے ملک پر ۔ ان کی اتنی تعداد موجود ہے ان کی پارلیمنٹ میں ۔ لیکن چونکہ وہاں مختلف ایتھنک یونٹس ہیں ۔ مختلف linguistic اکائیاں ہیں ان سب کو ملا کر، قدم سے قدم ملا کر لے چلنے کے لیے ، حکومت نے واضح عددی اکثریت رکھنے کے باوجود بارہ سے زیادہ ایک درجن سے زائد چھوٹی چھوٹی پارٹیوں کو اپنے ساتھ ملایا ہوا ہے اور مل کر حکومت form کی ہوئی ہے ۔ جناب اگر ساؤتھ افریقہ اور ملائشیا کی مثالیں ان پر اثرانداز نہیں ہیں تو کم از کم اپنے پہلے چیئرمین کی ہی مثال کو تو دیکھیں ۔ جناب بھٹو نے جناب مجیب سے مذاکرات پر کیوں اصرار کیا ۔ مشرقی پاکستان میں ان کو کلی اکثریت حاصل تھی۔ مغربی پاکستان میں ان کو کوئی نمائندگی حاصل نہیں تھی ۔ دوسری طرف انہیں مغربی پاکستان میں

اس طرح کی اکثریت تو نہیں لیکن ایک اکثریت حاصل تھی ۔ مشرقی پاکستان میں ان کی کوئی نمائندگی نہیں تھی ۔ پھر کیوں یہ مطالبہ ہوا کہ مرکز میں پاور شیئر کرنی چاہیئے ۔ یہ بھٹو صاحب کی طرف سے مطالبہ تھا ۔ اس پر مذاکرات ہوئے جو بدقسمتی سے کامیاب نہیں ہوئے ۔ کس کی ضد سے ناکام ہوئے ، اس تفصیل میں ، میں نہیں جا سکتا ۔ لیکن یہ فارمولا کیوں پیش کیا گیا ۔ پاور شیئر کرنے پر کیوں اصرار کیا گیا ۔ اس لیے کہ ایک واضح ڈیمارکیشن تھی کہ مشرقی پاکستان کا مینڈیٹ ایک پارٹی کے پاس ہے اور مغربی پاکستان میں اکثریت کسی اور کو حاصل ہے ۔ اس لیے جمہوریت اور سیاست کے ٹیکسٹ بک فارمولوں کو چھوڑ کر روایتی فارمولوں کو چھوڑ کر بھٹو صاحب نے یہ مطالبہ کیا کہ جناب مرکز میں پاور شیئر ہونی چاہیئے ۔ اسی اصول کے مطابق جناب سندھ میں بھی پاور شیئر ہونی چاہیئے تھی اور پاور شیئر ہونی چاہیئے ۔ جب تک نہیں ہوتی اس وقت ہمارے ان مسائل کا کلی حل سامنے نہیں آئے گا۔

پھر جناب والا ! اس معاملے کا ایک ہیومن آسپیکٹ ہے ۔ اس کا ایک انسانی پہلو ہے ۔ روزانہ پندرہ بیس جانیں ہمارے اس سب سے بڑے شہر میں ضائع ہوتی ہیں ۔ لوگ مرتے ہیں اور جو زندہ ہیں وہ آفات زدگی کا شکار ہیں ۔ خوف کا شکار ہیں ۔ ذہنی مریض بن چکے ہیں ڈاکٹر کے قول کے مطابق ۔ ڈاکٹروں کے کہنے کے مطابق ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کچھ لوگ دہشت گرد ہیں تو حکومت انسانی پہلو سے اس مسئلے پر سوچے لاکھوں شہریوں کو مان لیا اس مفروضے کو تسلیم کر لیا کہ کچھ لوگ دہشت گردی کر رہے ہیں لیکن شہریوں کو مسلسل عذاب سے نجات دینے کے لیے انسانی پہلو یہ تقاضا کرتا ہے کہ ہم لاکھوں شہریوں کو بچائیں ، ان دہشت گردوں سے بات کریں۔ اگر وہ دہشت گرد ہیں ان کا کوئی سیاسی بیک گراونڈ نہیں ہے پھر بھی ان سے بات کریں۔ اگر ان کے سیاسی مطالبات نہیں ہیں پھر بھی جو کہ ایک حقیقت نہیں ہے ۔ میں ایک مفروضے کے طور پر بات کر رہا ہوں ۔ پھر بھی ان سے بات کرنی چاہیئے اور اس کی مثال یہ ہے کہ حکومت نے اور پہلی حکومتوں نے بھی سندھ کے ڈاکوؤں سے بھی بات کی ہے ۔ سرکاری خزانے سے تاوان دے کر مغویوں کو چھڑایا ہے ۔ اس کی ایک مثال ہمارے سامنے نوڈیرو میں آئی ۔ ملیشیا پارٹی سے تعلق رکھنے والے صرف دو افراد' اخبارات میں رپورٹ آ چکی ہے ' ابھی تک حکومت کی طرف سے اس کی تردید نہیں ہوئی ۔ سرکاری خزانے سے لاکھوں روپیہ دے کر ان دو آدمیوں کو چھڑایا گیا تو جناب اگر آپ کے کہنے کے مطابق کچھ دہشت گردوں نے کراچی کے

شہریوں کو یرغمال بنایا ہوا ہے تو آپ کو ان سے اتنی ہمدردی کیوں نہیں ہے کہ آپ ان کو، ان نام نہاد جو آپ کے نزدیک صرف اور صرف pure and simple دہشت گرد ہیں ان سے بات کر کے ان کو چھڑائیں اور کہیں کہ ہمارے لاکھوں شہریوں کے اس عذاب سے چھوٹنے کی کوئی صورت ہونی چاہیئے ۔ یہ اس کا purely human aspect ہے ۔

جناب! اس معاملے کا ایک national aspect ہے ۔ ایک قومی پہلو ہے ۔ آپ دو چار دہشت گردوں کو پکڑنے کے لیے کورنگی میں یا کراچی کے کسی اور علاقے میں پوری فورس لے کر جاتے ہیں اور دو چار دس آدمیوں کو پکڑنے کے لیے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں آدمیوں کو پکڑتے ہیں ہراساں کرتے ہیں ، ان نوجوانوں کی آنکھوں پر پٹیاں باندھتے ہیں ، ان کو گھنٹوں دھوپ میں بٹھائے رکھتے ہیں ۔ ان کو غیر انسانی تشدد کا نشانہ بنائے رکھتے ہیں اور پھر یہ کہتے ہیں کہ ہم یہ سب کچھ ملک کے نام پر کر رہے ہیں اور امن کے مفادات کے نام پر کر رہے ہیں ۔ جناب اس کا ردعمل کیا ہوتا ہے اس کا ردعمل یہ ہوتا ہے کہ ان کی نگاہوں میں ان کی نظروں میں اور ان کے دل میں حکومت کے لیے نہیں ملک کے لیے نفرت پیدا ہوتی ہے ۔ ملک کے لیے نفرت پیدا ہو رہی ہے اور اس کا سارا discredit اور اس کی ساری ذمہ داری حکومت پر جا رہی ہے ۔ جناب آپ جانتے ہیں کہ تاریخ ہمیشہ اپنے آپ کو دہراتی ہے اور ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے ملک میں تاریخ پچیس برس کے قلیل عرصے میں اپنے آپ کو دہرا رہی ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ قومیں تاریخ کا سبق بھول جاتی ہیں مجھے اس سے اتفاق ہے لیکن ہماری قوم وہ قوم ہے جس نے بدقسمتی سے اپنی ہی تاریخ کا اور اپنی تاریخ کا حالیہ سبق بہت جلد بھلا دیا ہے ۔ بہت جلد فراموش کر دیا ہے ۔ وہی منظر ہے ۔ اسی طرح لوگوں کو alienate کیا جا رہا ہے ۔ پاکستان سے ، ملک سے دور کیا جا رہا ہے ۔ ان کے دلوں میں نفرت پیدا کی جا رہی ہے اور یہ سب کچھ قومی خدمت کے نام پر ہو رہا ہے ۔ اب ان کے دلوں میں اگر علیحدگی پسندگی کا بیج اور جراثیم موجود نہیں ہیں اور ان حرکات سے پیدا ہو جائیں تو اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہو گی یہ تو ان کا حب وطن ہے ۔ ان کا اور ان کی قیادت کا ان سارے حالات کے باوجود اب بھی وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم علیحدہ ملک نہیں چاہتے ۔ ہم الگ صوبے پر بھی اصرار نہیں کرتے ۔ ہمیں اسی صوبے میں ، اسی ملک میں اپنے حقوق چاہئیں ۔ اس میں کون سی برائی ہے ۔ یہ مطالبہ کرنے میں کون سی بری بات ہے اور کون سی ایسی بات ہے جس پر توجہ نہ دی جائے ۔

جناب ! ایک بری بات ضرور ہے کہ بدقسمتی سے برسراقتدار پارٹی ہمیشہ سے ایک totalitarian پارٹی رہی ہے ۔ وہ جزوی اقتدار پر کبھی راضی نہیں ہوئی ۔ اس کا aim اور اس کا مقصد ہمیشہ کلی اقتدار رہا ہے اور وہ کسی کو اقتدار میں شریک کرنے کے لیے راضی نہیں ہوتی۔ سوائے اس کے کہ اس کا کوئی ٹول بن جائے اس کا کوئی آلہ کار بن جائے اس کے سوا کوئی صورت نہیں ہوتی تو اس لئے وہ انہیں سیاسی پاور نہیں دینا چاہتی سیاسی پاور میں share نہیں دینا چاہتی اس لئے وہ ان کے مطالبات کو تسلیم نہیں کرنا چاہتی اقبال حیدر صاحب نے census کی بات کی انہوں نے کہا کہ census اور یہ ساری باتیں depend کرتی ہیں بلدیاتی نمائندگی پہ ۔ تو آپ کیوں نہیں کراتے census آپ نے اعلان کیا تھا کیوں اس کو ملتوی کیا آپ نے اور پھر یہ ہے کہ آپ نے census کے لئے مشینری کون سی بنائی ہے کہ وہ با اعتماد ہو گا اور منصفانہ ہو گا آپ اس کے لئے بااعتماد اور منصفانہ census کے لئے مشینری بنائیں اور کرائیں census اور اس کے بعد دیں ان کو بلدیاتی نمائندگی بھی ' قومی اسمبلی میں اور صوبائی اسمبلی میں ان کی مناسب نمائندگی دیں۔

جناب! اس معاملے کا ایک اور پہلو جو ہے وہ منطقی پہلو ہے logical aspect ہے اس کا بار بار کہا گیا کہ ہم دہشت گردوں سے بات کرنے کے لئے تیار نہیں اور اس کے لئے logical argument یہ دی گئی کہ آج اگر ہم ایک بندوق والے کی بات مانتے ہیں تو کل ایک اور بندوق والا کھڑا ہو جائے گا اور اپنی بات منوانے گا بظاہر بڑی cogent ہے یہ argument بڑی لاجیکل نظر آتی ہے لیکن جتنی لاجیکل نظر آتی ہے اتنی ہی یہ illogical ہے۔ ایک بات تو اس سلسلے میں یہ ہے جناب کہ جن اخلاقی ' انسانی ' سیاسی اور قومی پہلوؤں کا میں نے ذکر کیا ان کے ہوتے ہوئے اس logic میں کوئی جان نہیں کہ آپ صرف اس لئے کہ کچھ لوگوں نے تنگ آکر ہتھیاروں کی زبان میں بات کرنا شروع کی ہے ۔ آپ ان کے جائز مطالبات نہ مانیں اور آپ ان سے بات نہ کریں دوسری بات یہ ہے کہ یہ منطق ' یہ logic کہ ہم دہشت گردوں سے بات نہیں کریں گے اور ہم دہشت گردی کی حوصلہ افزائی نہیں کریں گے یہ کم از کم اس حکومت کو زیب نہیں دیتی میں معذرت کے ساتھ گزارش کروں گا جناب اس حکومت کو یہ argument زیب نہیں دیتی 'اس لئے کہ یہ وہی حکومت تو ہے جس نے ڈاکوؤں سے کئی مرتبہ مذاکرات کئے جیسے میں نے پہلے کہا اور اس سے بڑی بات یہ ہے کہ اپنے پہلے دور اقتدار میں دہشت گرد جن کو کورٹس

نے کلیم کیا تھا کہ یہ دہشت گرد ہیں جن کو کورٹس نے سزائیں دی تھیں دہشت گردی کی ان کو تو انہوں نے رہا کردیا ہزاروں کی تعداد میں اور کہتے ہیں کہ جی دہشت گردی قبول ہی نہیں اور اس کے لئے یہ کہتے ہیں جی کہ ہم دہشت گردوں کے ساتھ بات کرنے کے لئے تیارنہیں۔

(مداخلت)

پروفیسر ساجد میر۔ جناب شیخ رفیق صاحب اپنی باری کا انتظار کریں ۔آپ ذرا جلدی گبھرا جاتے ہیں بڑھاپے کی وجہ سے ۔ اتنا جلدی گبھرایا نہ کریں۔

جناب شیخ رفیق احمد۔جناب والا میرے فاضل دوست کو بتا دیں کہ جو ممبر بیٹھا ہو can ask or raise question اور یہ بڑے عرصے سے اس ہاؤس میں ہیں ان کو پتا ہو گا۔

Prof.Sajid Mir: I don't need the chair or you to tell me this Sir, I know it.

جناب بار بار کہا جاتا ہے کہ ہم مقدمات واپس لینے کے لئے تیار نہیں ہیں یہاں تو کورٹس کے سزا یافتہ لوگوں کو چھوڑا گیا ہے اور پھر ہمارے ان مہاجر بھائیوں کا یہ مطالبہ تو نہیں ہے کہ مقدمات واپس لئے جائیں اس سلسلے میں ان سے بات ہو چکی ہے وہ کہتے ہیں کہ آپ اس کے لئے نارمل کورٹس میں کیس لائیں جو واقعی کیس ہیں جو concocted کیس نہیں ہیں آپ ان کو نارمل کورٹس میں لائیں وہ کورٹس جن کو آپ خود کنگرو کورٹس کہہ چکے ہیں ان میں نہ لائیں نارمل کورٹس میں لائیں وہ انہیں face کرنے کے لئے تیار ہیں یا اس کے لئے کوئی عدالتی کمیشن بنائیں ان کو face کرنے کے لئے تیار ہیں - جناب! شروع میں ' میں نے اس معاملے کے اخلاقی پہلو کا ذکر کیا تھا اس سلسلےمیں میں دو ایک گزارشات مزید کرنا چاہتا ہوں اس میں کوئی شک نہیں کہ حکومت بادل نخواستہ اب مذاکرات پر مجبور ہو گئی ہے اس سلسلے میں بڑا نمایاں کردار اپوزیشن کی قومی کانفرنس نے ادا کیا ہے جس کے بارے میں بھی میں یہ کہوں گا کہ اس نے منعقد ہونے سے پہلے ہی اپنا بنیادی مقصد پا لیا ہے اور حاصل کر لیا ہے اور یہ بہت بڑا کریڈٹ ہے۔ پھر اس کے لئے ہمارے قومی تحفظ کے جو ذمہ دار ادارے ہیں ان کی طرف سے بھی پریشر تھا اخبارات کی بات کر رہا ہوں یہ کوئی میرے ذاتی علم کی بات نہیں ہے اخبارات میں یہ بات آ چکی ہے سب questions کا جواب آپ دیتے رہیں' بعد میں بہت سے question یہاں پر پیدا

ہوں گے جناب ابھی تو چند پیدا ہو رہے ہیں تو جناب ہمارے قومی تحفظ کے جو ذمے دار ادارے ہیں اخبارات میں بات آ چکی ہے انہوں نے کہا کہ یہ سیاسی ڈائیلاگ سے حل کریں یہ ڈنڈے سے حل نہیں ہو گا یہ مسئلہ ڈائیلاگ سے ہوگا انہوں نے بھی کہا اس کے بعد اس حکومت کے جو بیرونی سرپرست ہیں انہوں نے بھی کہا کہ جناب آپ جمہوری حکومت ہونے کا دعویٰ کرنے کے بعد سیاسی حکومت ہونے کا دعویٰ کرنے کے بعد آپ کو تو زیب ہی نہیں دیتا کہ آپ مذاکرات سے بھاگیں خواہ کسی سے بھی مذاکرات ہوں جو حکومت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ہم سیاسی حکومت ہیں ، جو حکومت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ہم جمہوری حکومت ہیں 'مذاکرات اور بات چیت تو جناب لازمہ ہوتی ہے جمہوریت کا اور جمہوری ریاست کا ' تو اس سے کس طرح فرار کا راستہ اختیار کر سکتے ہیں تو یہ بڑا ہی غیر منطقی اور غیر اخلاقی موقف تھا حکومت کا کہ اس نے اب تک مذاکرات سے راہ فرار اختیار کی ہے اس سے وہ کس طرح فرار کا راستہ اختیار کر سکتے ہیں یہ بڑا غیر منطقی اور غیر اخلاقی حکومت کا موقف تھا کہ اس نے اب تک مذاکرات سے راہ فرار تلاش کیا ہے اور اس کے نتیجے میں اس اثناء میں ، کم از کم یہ مذاکرات سے حکومت کے فرار کی اثناء میں جتنی جانیں کراچی کے اندر ضائع ہوئی ہیں ان کی سراسر ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے۔

جناب میں تلخ بات کہنا چاہتا ہوں ۔ جو صرف اپوزیشن کے لیے تلخ نہیں ہے خود میرے لیے بھی تلخ ہے اور وہ یہ ہے ۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے ۔ تاریخ کا سبق یہ ہے کہ جن لوگوں نے مجیب سے بروقت مذاکرات نہیں کیے انہیں جنرل اروڑہ اور اندرا گاندھی سے مذاکرات کرنے پر مجبور ہونا پڑا اور خود مجیب الرحمان سے مذاکرات کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ خاکم بدہن ۔ کیا یہ لوگ وہی صورت حال پیدا کرنی چاہتے ہیں کہ ہم الطاف حسین کو دہشت گرد قرار دے کر ، اس کے ساتھیوں کو دہشت گرد قرار دے کر ، یہ کہہ کر کہ ان پر مقدمات ہیں ۔ ہم مقدمات والوں سے بات نہیں کرنا چاہتے ۔ ہم ایک اور اگرتلہ پیدا نہیں کرنا چاہتے ہیں کہ کل کشکول گدائیے کر اور مذاکرات کا کشکول لے کر یہ کسی کے پیچھے پھریں اور وہ ان کو گھاس نہ ڈالیں اور کہیں کہ مذاکرات کا وقت گزر گیا ہے ۔ بات وہ ہوتی ہے سیاست کے اندر جو بروقت ہو ۔ ہمارے پیپلز پارٹی کے جنرل سیکریٹری صاحب جو کونسپن کونسپن پکار رہے ہیں ۔ میرے بزرگ ہیں ۔ میاں کا بڑا احترام کرتا ہوں ۔ پریس میں بار بار کہتے ہیں ۔ لیڈر آف دی اپوزیشن کو تو سیاست ہی نہیں آتی ۔ ہمارے وزیر اطلاعات بھی بار بار کہتے ہیں ۔ ان کو کم از کم وہ سیاست آتی ہے جو حب وطن

کی سیاست ہے۔ اور انہوں نے بوقت کہا اور بڑی دیر سے وہ کہہ رہے ہیں کہ مسئلے کا حل مذاکرات ہے جو بات آپ کو ایک برس کے بعد اور کئی ماہ کے بعد سوجھی ہے وہ کئی روز اور بڑے عرصے سے کہہ رہے ہیں تو اس --- میں اس کی بات نہیں کرتا ۔ میں سب باتیں کرونگا۔ آپ مجھے موقع دیں ۔ میں سب باتیں کروں گا ۔ اس وقت بھی مذاکرات ہونے اور فورز کو جو مینڈیٹ ملا تھا یہ کھلی بات ہے ۔ جو فوج کو مینڈیٹ ملا تھا ۔ اس وقت کے سی این سی نے، اسسے تجاوز کیا ۔ بالکل صاف بات ہے ۔ سنیں بات کہ دہشت گرد ۔۔

جناب چیئرمین۔ میرا خیال ہے کہ ایک آدھ دفعہ کوئسچن کرنا تو ٹھیک ہے لیکن اس کی یہ رٹ لگانا تو غالباً درست نہیں ہے ۔

پروفیسر ساجد میر ۔ جناب ان کی یہی جمہوریت ہے ۔

جناب چیئرمین۔ نہیں ، نہیں ، میرے خیال میں اس کے بعد دیکھیں ناں ۔ اصول کی بات یہ ہے کہ اس کے بعد شیخ رفیق صاحب کی باری آ رہی ہے پھر کوئسچن کا جواب دیتے رہیں ۔ لیکن یہ مناسب نہیں ہے کہ آپ کوئسچن کہنے کی بنیاد پر مداخلت شروع کر دیں ۔ آپ تقریر کریں گے تو جو مرضی پوچھیں ۔ جی پروفیسر صاحب ۔

پروفیسر ساجد میر ۔ جناب اس مینڈیٹ سے تجاوز ہوا اور سندھ رورل جو ہے اس میں جاگیرداروں کے ، وڈیروں کے، جو ان کی پارٹی میں بھی شامل ہیں ۔ ان کے دہشت کدے تو نہیں دکھائے گئے ۔ ان کی عقوبت خانے تو نہیں دکھائے گئے اور پھر ہمیں یہ بھی یاد ہے کہ یہی سی این سی جب کراچی میں کور کمانڈر تھے ۔ سب قوم اس بات کو بھولی ہوئی نہیں ہے ۔ دہشت گردوں کا تبادلہ ہوا تھا ۔ میں پوچھتا ہوں کہ دہشت گردوں کے تبادلے کا کیا مطلب ہے کہ ایک طرف بھی دہشت گرد ہیں اور دوسری طرف بھی دہشت گرد ہیں ۔ آرمی اپریشن میں دوسری طرف کے دہشت گرد کہاں غائب ہو گئے ۔ ان پر ایکشن کیوں نہیں ہوا ۔ وہ کیوں نہیں پکڑے گئے باقی رہا جناب شیخ رفیق صاحب کا سوال ۔ میں اس کا پہلے بھی جواب دے چکا ہوں۔ وہ بھول گئے ہیں۔ جناب، مسئلہ یہی ہے اس ملک میں ۔ کہتے ہیں کہ پہلا کتنا بااختیار وزیر اعظم تھا۔ پہلے بھی یہ بات کر چکے ہیں ۔ میں اس کا جواب دے چکا ہوں ۔ صدارتی خطاب پر اپنی تقریر میں اس کا جواب دیا تھا ۔ جناب، اس ملک کا اصل مسئلہ یہی ہے کہ آپ اس ملک کو صحیح معنوں میں

سیاست سے چلائیں اور جمہوری ملک بنائیں ۔ آپ جمہوریت کا لالی پاپ دے کر کہتے ہیں کہ اسی کو جمہوریت سمجھو ۔ اس لیے میں نے کہا تھا کہ جمہوریت کا نام لے کر جمہوریت کو بدنام کیا جاتا ہے ۔ جمہوریت تو اس میں ہے ہی نہیں ۔

یہ حکم ہے کہ اندھیرے کو روشنی سمجھو

اور میرے نشیب تو کوہ و دمن کی بات کرو

کہتے ہیں کہ عوامی حکومت قائم ہو گئی ، سیاسی حکومت آ گئی ۔ جمہوری حکومت آ گئی ۔ بس ملک کے اندر جمہوریت آ گئی کیونکہ ہمارا نام ہی عوامی حکومت ہے ۔ اس ملک میں مسئلہ یہ ہے کہ آپ احتساب بھی کریں ۔ آپ دہشت گردوں سے لڑائی بھی کریں۔ لیکن سب سے پہلے اس ملک میں پارلیمنٹ کی بالادستی ، عوام کی بالا دستی صحیح معنوں میں عوامی حکومت اس میں قائم کریں ۔ یہاں تو ٹرائیکا بااختیار ہے اور ٹرائیکا کا بھی ایک زاویہ بااختیار ہے ۔ پارلیمنٹ کے ہوتے ہوئے پارلیمنٹ کے پاس ارکان ، چیئرمین اور سپیکر ہوتے ہوئے ، آخر ان کی بات کو ردی کے ٹوکری میں کیوں پھینکا جاتا ہے بات دور نکل جانے گی اس لئے میں اپنے پوائنٹ پر واپس آتا ہوں اور یہ مسئلہ صرف ایک وزیراعظم کے بے اختیار ہونے کا نہیں ہے ۔ یہاں سب وزرائے اعظم ، موجودہ وزیر اعظم سمیت بے اختیار ہیں ۔ فیصلے کہیں اور ہوتے ہیں ۔ اس لئے ہم سب کا بحیثیت ممبر پارلیمنٹ کے طور پر ، صحیح ڈیموکریٹس کے طور پر فرض ہے کہ ہم اس ملک میں جمہوریت لا نے کے لئے اپنا کردار انجام دیں ۔ یہی میں نے کہا تھا کہ قائد اعظم کے بعد اس ملک میں کوئی سیاسی آدمی پیدا نہیں ہوا۔ اس کی وجہ سے ہمارے سارے مسائل الجھے ہوئے ہیں ۔ جس کی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ فلاں وزیراعظم بے اختیار تھا ، فلاں وزیراعظم با اختیار تھا ۔ کوئی بھی با اختیار نہیں تھا ۔

(اس دوران اذان کی آواز سنائی دی)

جناب چیئرمین، پروفیسر صاحب ختم کریں اپنی بات ۔

پروفیسر ساجد میر، جناب اخلاقی لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ مذاکرات سے پہلے ماحول کو ساز گار بنایا جائے ۔ حکومت بار بار کہتی ہے کہ یہ لوگ ہتھیار پھینک دیں جتنے بھی دہشت گرد ہیں ، جو بھی ہیں ۔ پھر ان سے بات ہوگی ۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان سے ہتھیار رکھوانے سے

پہلے اپنا ڈنڈا پھینک دیں خاص طور پر وزیرداخلہ کا ڈنڈا رکھوانا بڑا ضروری ہے اس سلسلے میں ۔ وہ ڈنڈا پھینک دیں اور پہل کریں پھر ان سے ہتھیار پھینکنے کی بات کریں ۔ مذاکرات کے لئے ضروری ہے کہ اس نام نہاد اپریشن کو ختم کیا جائے یا کم از کم معطل کیا جائے ۔ جیسا کہ جناب قائد حزب اختلاف نے ارشاد فرمایا ۔ ان کی کردار کشی کو ختم کیا جائے ۔ اقبال حیدر صاحب نے اپنی کردار کشی کرنے کی کوشش کی ۔ انہوں نے الطاف حسین کے ایک بیان کا حوالہ دیا کہ ہم ہتھیار پھینکنے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ جناب میں نے بھی وہ بیان پڑھا تھا ۔ بالکل سیاق و سباق سے ہٹ کر انہوں نے حوالہ دیا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ ہم ہتھیار نہیں پھینکیں گے اور ہمارے پاس ایک ہی ہتھیار ہے الگ حصہ ' یہ وہی بات ہے جو قرآن مجید میں ہے کہ "لا تقرب صلواۃ و انتم سکارہ" نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم نشے میں ہو ۔تو کچھ لوگ اتنا پڑھتے ہیں کہ نماز کے قریب نہ جاؤ۔ وہی بات اقبال حیدر صاحب نے کی ہے ۔ شاید نشے سے کوئی تعلق ہے اس کا اس بات سے۔ بہرحال انہوں نے یہ بات کی کہ الطاف حسین نے کہا ہے کہ ہم ہتھیار نہیں پھینکیں گے ۔ کونسا ہتھیار انہوں نے اسی بیان میں وضاحت کی ہے ۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس مہاجروں کا اتحاد اور عوامی قوت کا ہتھیار ہے جسے ہم کبھی بھی نہیں پھینکیں گے ۔ یہ انہوں نے کہا تھا اور اس کے مقابلے میں جیسا بھی وہ بیان تھا اور جو بھی اس کی وضاحت ہے اس کے مقابلے میں دس بیانات موجود ہیں ہمارے وزیر داخلہ کے اور وزیر اعظم کے جن میں اشتعال انگیزی کی گئی ہے کردار کشی کی گئی ہے ۔ توہین آمیز طریقہ اختیار کیا گیا ہے ۔

آپ کسی سے مذاکرات اس طریقے سے نہیں کر سکتے کہ آپ نے اس کو دیوار کے ساتھ لگایا ہو۔ ڈنڈا ہاتھ میں پکڑا ہو اور کہتے ہو کہ ہماری بات مانتے ہو یا نہیں مانتے ہو۔ آپ مہاجروں سے جو کہ ہماری قوم کا حصہ ہیں ' وہ محب وطن لوگ ہیں ۔ آپ تکریم کے ساتھ ' عزت کے ساتھ ان کی بات سنیں اور نتیجہ خیز بنانے کی کوشش کریں ۔ آپ مفتوحہ قوم سے جس طرح مذاکرات کرتے ہیں اس طرح ان سے مذاکرات کرنے کی کوشش نہ کریں کہ دیوار کے ساتھ لگایا ہو ' ڈنڈا ہاتھ میں پکڑا ہو حکومتی جبر کا ' اورکہیں کہ ہماری بات مانو ۔ یہی ہمارے مذاکرات ہیں ۔ اس قسم کی مذاکرات کی ضرورت نہیں ہےہمیں ۔ ان مذاکرات کی ضرورت ہے جن میں کھلے دل کے ساتھ ایک دوسرے کی بات سنی جاتی ہے اور مانی جاتی ہے ۔ اقبال حیدر صاحب نے یہ بھی کہا تھا ' انہوں نے بڑے سلیقے کے ساتھ خراج تحسین پیش کرنے کی کوشش کی تھی ۔ بادل نخواستہ ہی سہی مسلم لیگ ' اے این پی اور دوسری جماعتوں کو کہ ان کے بھی مطالبات ہیں اور انہوں نے تو ڈنڈا

نہیں پکڑا ہے ۔ تو جناب کسر تو انہوں نے ادہر بھی نہیں چھوڑی ۔ یہ اجمل خٹک صاحب سے پوچھیں ۔ یہ اپنا ملک چھوڑنے پر کیوں مجبور ہوئے تھے ۔ انہوں نے کسر تو نہیں چھوڑی تھی ان کو بھگانے میں اور ان سے بھی زبان سے بات کرنے کی بجائے ہتھیاروں سے بات کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی ۔ تو اپنی یہ عادت چھوڑیں از راہ خدا ' ملک کے لئے ' قوم کے لئے اور عزت اور تکریم کے ساتھ مہاجر نمائندوں کے ساتھ بات کریں ۔ اس کے بعد کھلے دل کے ساتھ ان کے مطالبات کو تسلیم کریں ۔ تاکہ ہمارے سلگتے ہوئے قومی مسئلے کا کوئی حل نکلے اور ہمارا ملک اور قوم استحکام حاصل کرے ' وقار حاصل کرے قوموں کی برادری میں اور عزت کے ساتھ رہے اور جیئے ۔

جناب چیئرمین ، شیخ صاحب ' میرے خیال میں آج کرنا چاہیئے ۔ کل کریں کیونکہ آج ٹائم کم ہوگا تو بہتر ہے کہ آپ کی تقریر تسلسل کے ساتھ صبح شروع ہو ۔ ٹھیک ہے جی ۔ جی جناب این ڈی خان صاحب ۔

پروفیسر این ڈی خان ، ایک گزارش کرنا چاہوں گا آپ کی توسط سے کہ جیسا کہ اس ہاؤس کے علم میں بھی ہے کہ ١١ تاریخ سے الطاف گروپ کی نمائندہ ٹیم کے ساتھ بات شروع ہو رہی ہے ۔ تو میں یہ چاہوں گا کہ فلور پر اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مقررین اپنے خیالات کا اظہار کریں اور کوشش کریں کہ کم از کم تعمیری تجاویز آئیں اور ایسی کوئی اشتعال انگیز بات نہ ہو جس سے فضا کو خراب کرنے کا خدشہ پیدا ہو سکے ۔

جناب چیئرمین ، تو رضا ربانی صاحب'

Should we continue with this tomorrow?

Mian Raza Rabbani: Sir, we will continue it tomorrow.

Mr. Chairman: OK The House is adjourned to meet again tomorrow at 9.30. a.m. We will start at 9.30. a.m. Please come on time and the first speaker will be Sh. Rafique Sahib and then followed by Anwar Bhinder Sahib.

[The House then adjourned to meet again at 9.30 in the morning, on 10th July, 1995.]

PCPPI—4532(97) Senate—4-11-97—180.